ارشاد باری تعالیٰ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ
مَعَ الَّذِيْنَ
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ
وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

الکہف، آیت نمبر ۲۸

ترجمہ

اُن لوگوں کی صحبت
میں رہیے جو صبح و شام
اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں۔ اُسی
کی رضامندی چاہتے ہیں۔

القرآن

بس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو ناشکری نہ کرو

مجالس ذکر

حصہ نہم

افادات

شیخ طریقت حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بانی و امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

شعبہ نشر و اشاعت

انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

ارشاد باری تعالیٰ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ
مَعَ الَّذِيْنَ
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ
وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

الکہف ، آیت نمبر ۲۸

ترجمہ

اُن لوگوں کی صُحبت
میں رہیے جو صبح و شام
اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں - اُسی
کی رضامندی چاہتے ہیں -

القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طابع وناشر

مؤسسة النشر والتوزيع

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS FOUNDATION

دارالحفاظ ؛ منزل ۲ ، حسن مارکیٹ، مچھلی منڈی، اُردو بازار لاہور، پاکستان، فون 042-7311325

فہرست مضامین

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو اس کی کوئی چیز استعمال کرنے کا حق نہیں	۵
۲	آخرت کا غم	۱۵
۳	کونسا انسان سوہنا ہے	۲۵
۴	نیک بننے سے دنیا کی تکالیف سے چھٹکارا نہ ہوگا	۳۴
۵	تکمیل کا درجہ	۴۷
۶	رسول اللہ ﷺ کی امت میں اول نمبر پاس ہونے والے	۵۷
۷	اسلام تین طرح کی صفائی سکھاتا ہے	۶۷
۸	دنیا میں سب سے مشکل کام انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنانا ہے۔	۷۶
۹	اصلاح باطن کے طالب	۸۷
۱۰	چشم بند و گوش بند	۹۴
۱۱	اشد حبا" للہ	۱۰۳
۱۲	مہلک امراض روحانی سے شفا پانے کا ذریعہ	۱۱۴
۱۳	روزہ اور تطہیر نفس	۱۲۱
۱۴	آدھے منٹ میں تین فائدے	۱۲۸
۱۵	آخرت کی صحت	۱۴۱
۱۶	امراض روحانی سے شفاء	۱۴۹

ضروری عرضداشت

اللہ تعالیٰ نے جن اپنے بندوں کی خدمت بسلسلہ عالیہ ' قادریہ ' راشدیہ ' میرے ذمہ لگائی ہے۔ وہ جمعہ کی رات کو میرے پاس تشریف لاتے ہیں۔ انہیں بعد از نماز مغرب۔ سلسلہ عالیہ ' قادریہ ' راشدیہ ' کے طریقہ پر ذکر جہر کراتا ہوں۔ اس لئے ان کی روحانی اصلاح کے پیش نظر کتاب و سنت کی روشنی میں کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ یہ مجلس ذکر کہلاتی ہے۔ مجلس ذکر میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کہلوایا ہے۔ وہ افادہ عام کے لیے کتابی صورت میں مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ اور اس چیز کو مسلمانوں کی ہدایت اور میری نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین یا الٰہ العالمین)۔

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۷ھ بمطابق ۲ جنوری ۱۹۵۸ء

اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو اس کی کوئی چیز استعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ؕ

اما بعد ...... عرض یہ ہے کہ ایک ظاہر کی صفائی ہوتی ہے۔ جو عام طور پر مشرک اور موحد، کافر اور مومن سب کرتے ہیں۔ مثلاً" نہانا اور کپڑے دھونا یہ ظاہر کی صفائی ہے اس کو سب ضروری سمجھتے ہیں۔ کتھرا رہنا کوئی پسند نہیں کرتا البتہ ظاہر کی صفائی کے اسباب کسی کو زیادہ اور کسی کو کم میسر ہوتے ہیں۔ کسی نے خالی پانی سے نہا لیا اور کسی نے صابن استعمال کر لیا۔ کسی نے سستے اور کسی نے قیمتی اور خوشبو دار صابن سے نہا لیا کسی نے سرسوں کا تیل لگا لیا اور کسی نے قیمتی اور خوشبو دار تیل استعمال کر لیا۔ دوسری طرف باطن کی صفائی ہوتی ہے۔ اس کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہر کی صفائی بھی چاہتے ہیں۔ مثلاً" جسم اور کپڑوں کو پاک رکھنا

بیت الخلاء جائے تو ڈھیلے یا پانی سے استنجا کرے۔ بہتر یہ ہے کہ پانی سے استنجا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے مسجد قبا والوں کی تعریف فرمائی ہے۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ؕ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ۝

(سورۃ التوبہ رکوع نمبر ۱۳ پ ۱۱)

ترجمہ : البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تُو اس میں کھڑا ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے مسجد قبا والوں سے دریافت فرمایا کہ تم میں کونسی خوبی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا ہم پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ کو یہ عادت پسند آئی ہو۔ مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا جس کا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بیچا کرتا تھا۔ اس لئے مدینہ منورہ

میں صحابہ کرام ؓ استنجا بالا حجار (پتھروں سے استنجا) کرتے تھے۔ وہاں پینے کو پانی قیمتاً ملتا تھا۔ وہ پانی سے استنجا کس طرح کرسکتے تھے۔ شاید کوئی پانی سے بھی کرتے ہوں۔ پتھر یا مٹی کے ڈھیلہ سے استنجا کرکے نماز ادا کرنا جائز ہے۔ حضرت عثمان غنی ؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اس کنواں کا نصف حصہ خرید کر وقف فرما دیا۔ ایک دن پانی مفت ملنے لگا۔ تو سب اس دن پانی بھر کر رکھ لیتے دوسرے دن یہودی سے کوئی نہ خریدتا تھا۔ اس نے تنگ آکر دوسرا نصف حصہ بھی حضرت عثمان غنی ؓ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ میں نے اس کنوئیں کی زیارت کی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ لے جاتے ہیں وہاں اکثر جاتا ہوں اور پانی پیتا ہوں۔ 1957ء میں بھی جب عمرہ کے لئے گیا تھا تو اس کی زیارت کی تھی۔ مسجد قبا والے پانی سے استنجا کرتے تھے۔ تو ان کی یہ ظاہر کی صفائی اتنی پسند آئی کہ آسمان سے ان کی تعریف نازل فرمائی۔ اسلام ظاہر کی صفائی بھی چاہتا ہے لیکن اس سے بڑھ کر باطن کی صفائی بھی چاہتا ہے۔

باطن کی صفائی یہ ہے کہ انسان روحانی امراض سے پاک ہو۔ اگر یہ روحانی امراض سے شفایاب ہو کر دنیا سے نہ

بیت الخلاء جائے تو ڈھیلے یا پانی سے استنجا کرے۔ بہتر یہ ہے کہ پانی سے استنجا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے مسجد قبا والوں کی تعریف فرمائی ہے۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝

(سورۃ التوبہ رکوع نمبر ۱۳ پ ۱۱)

ترجمہ : البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تُو اس میں کھڑا ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے مسجد قبا والوں سے دریافت فرمایا کہ تم میں کونسی خوبی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا ہم پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ کو یہ عادت پسند آئی ہو۔ مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا جس کا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بیچا کرتا تھا۔ اس لئے مدینہ منورہ

میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم استنجا بالا حجار (پتھروں سے استنجا) کرتے تھے۔ وہاں پینے کو پانی قیمتاً ملتا تھا۔ وہ پانی سے استنجا کس طرح کر سکتے تھے۔ شاید کوئی پانی سے بھی کرتے ہوں۔ پتھر یا مٹی کے ڈھیلہ سے استنجا کر کے نماز ادا کرنا جائز ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اس کنواں کا نصف حصہ خرید کر وقف فرما دیا۔ ایک دن پانی مفت ملنے لگا۔ تو سب اس دن پانی بھر کر رکھ لیتے دوسرے دن یہودی سے کوئی نہ خریدتا تھا۔ اس نے تنگ آ کر دوسرا نصف حصہ بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ میں نے اس کنوئیں کی زیارت کی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ لے جاتے ہیں وہاں اکثر جاتا ہوں اور پانی پیتا ہوں۔ 1957ء میں بھی جب عمرہ کے لئے گیا تھا تو اس کی زیارت کی تھی۔ مسجد قبا والے پانی سے استنجا کرتے تھے۔ تو ان کی یہ ظاہر کی صفائی اتنی پسند آئی کہ آسمان سے ان کی تعریف نازل فرمائی۔ اسلام ظاہر کی صفائی بھی چاہتا ہے لیکن اس سے بڑھ کر باطن کی صفائی بھی چاہتا ہے۔

باطن کی صفائی یہ ہے کہ انسان روحانی امراض سے پاک ہو۔ اگر یہ روحانی امراض سے شفایاب ہو کر دنیا سے نہ

گیا تو قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ کفر' شرک اور نفاق اعتقادی مہلک روحانی امراض ہیں۔ اگر کسی ہادی کی صحبت میں دنیا میں ان سے شفا نہ ہوئی تو ابد تک جہنم میں پڑا رہے گا۔ کافر مشرک اور نفاق اعتقادی کے منافق کے لئے نہ شفاعت ہے اور نہ نجات ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں 73 فرقے ہوں گے۔ 72 اہل کتاب کی طرح گمراہ ہوں گے اور ایک ناجی فرقہ ہوگا۔ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ ان 72 گمراہ فرقوں کے بانی بھی علماء اور صوفیاء ہی ہوں گے۔ جس طرح غریب نمک نہ ڈالے تو اس کی ہنڈیا بھی پھیکی ہوگی امیر نہ ڈالے تو اس کی پھیکی' بادشاہ نہ ڈالے تو اس کی دیگ بھی پھیکی۔ اس طرح عالم اگر قرآن مجید نہ پڑھے تو اس کا ایمان بھی مخلوط بالشرک ہوگا اور جاہل نہ پڑھے تو اس کا بھی۔ شرک سے فقط وہی بچ سکتا ہے جو یا تو خود قرآن مجید کا عالم ہو یا کسی عالم قرآن مجید کے دامن سے وابستہ ہو۔ قرآن مجید کا خاصہ ہے معرفتِ الٰہی۔

مسلمانوں میں مشرک' کافر اور نفاق اعتقادی کے منافق موجود ہیں۔ شرک کے معنیٰ ہے جو تعلق بندے کا اللہ تعالیٰ

ہی سے ہونا چاہئے وہ غیر اللہ سے رکھنا۔ کفر کے معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات کو ماننے سے انکار کرنا۔ نفاق اعتقادی یہ ہے کہ بظاہر کلمہ پڑھنا اور دل میں اسلام کا دشمن ہونا۔

میرے پیر حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ عالم بھی تھے۔ وہ اعلیٰ درجہ کے توحید پرست تھے۔ ان کی صحبت میں رہ کر ان کے خدام بھی اعلےٰ درجہ کے توحید پرست ہو جاتے تھے۔ ان کا ایک خادم گڈریا تھا۔ وہ جاہل مطلق تھا اور ضلع جیکب آباد کے ایک گاؤں میں رہتا تھا۔ ایک دفعہ ایک پیر صاحب ان کے گاؤں میں آئے اور اس سے فرمایا کہ بھیڑیئے سے اپنی بکریوں کی حفاظت کے لیے کتا کیوں نہیں رکھا؟ اس نے جواب دیا۔ حضرت اب تو میرا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے کہ وہ میری بکریوں کی حفاظت کرے گا۔ کتا رکھنے کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ہٹ کر کتے پر بھروسہ کرنے لگوں۔ یہ ہے توحید کا رنگ۔

حضرت امروٹی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک دوسرا خادم تھا وہ بلوچستان کا رہنے والا تھا۔ اس علاقہ میں ایک قبر تھی جس پر

لوگ لونڈوں کا چڑھاوا چڑھاتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خادم کو اس کا بہت دکھ تھا۔ ایک دن اس نے قبر کو کھودنا شروع کر دیا اور غلافوں کو آگ لگا دی۔ بلوچوں کو پتہ لگا تو اس کو اتنا مارا کہ ہڈیاں توڑ ڈالیں اور ایک زمیندار کے ڈیرہ میں اس کو ڈال آئے۔ جہاں وہ مدت تک نیم مردہ پڑا رہا۔ اس کی ماں اس کو روٹی کھلا جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی ہڈیاں پھر جڑ گئیں۔ اس کو یہ سزا توحید پرستی کے جرم میں ملی تھی۔ میں نے اس شخص کو دیکھا تھا۔ ثابت یہ کر رہا ہوں کہ اللہ والوں کی صحبت میں جاہل بھی اعلیٰ درجہ کے توحید پرست بن جاتے ہیں۔ اور صحبت نصیب نہ ہو تو علمائے کرام بھی امراض روحانی میں مبتلا رہتے ہیں۔۔ یہ مجلس ان امراض روحانی کی طرف توجہ دلانے کے لئے منعقد کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ظاہر کی صفائی کے ساتھ ساتھ باطن کی صفائی کا بھی خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِین یَا اِلٰہَ الْعَالَمِین

یہ تو تمہید ہی تھی۔ آج کا عنوان ہے "اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو اس کی کوئی چیز استعمال کرنے کا حق نہیں ہے" ان کو نہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ پانی پینے' نہ اس زمین پر رہنے

اور نہ دوسری چیزوں کے استعمال کرنے کا حق ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس کی کوئی چیز استعمال کرنا جرم ہے۔ اگر ایک شخص اپنے استعمال کے لئے صراحی میں پانی بھر کر رکھتا ہے اور لوگ ادھر ادھر سے آکر اس کی اجازت کے بغیر پانی پی جائیں تو وہ خفا ہو گا یا نہیں؟ ضرور ہو گا۔ حالانکہ پانی اللہ تعالیٰ نے مفت دیا ہے۔ اور اس نے صرف اپنی صراحی میں بھر کر رکھا تھا۔ اگر ایک شخص اپنا کھانا پکانے کے لئے آگ جلاتا ہے اور لوگ ادھر ادھر سے حقہ کی چلمیں بھر کر لے جائیں تو وہ ان سے لڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کے باغیوں کو اس کی پیدا کردہ نعمتوں کو استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں۔ مشرک' کافر اور نفاق اعتقادی کے منافق اللہ تعالیٰ کی مملکت میں باغی ہیں۔ فاسق باغی نہیں۔ باغی بادشاہ کا تختہ الٹنا چاہتا ہے۔ چور' ڈاکو' اغوا کنندہ' رشوت خور باغی نہیں وہ فاسق ہیں۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ انگریز کے باغی تھے۔ حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے متعلق خود فرماتے ہیں۔

اک طرف تماشہ ہے حسرت کی طبیعت بھی

ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی

علی گڑھ میں ان کے کپڑے کی دکان تھی۔ میں بھی ایک دفعہ کپڑے خریدنے کے بہانے ان کی دوکان پر ملنے گیا تھا۔ کیونکہ ان پر بھی اور مجھ پر بھی سی آئی ڈی مقرر تھی۔

پاکستان میں نفاق اعتقادی کے منافق موجود ہیں۔ ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ چور کے ہاتھ کاٹنا وحشیانہ سزا ہے۔ بعض سود کی حرمت پر اعتراض کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ پردہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ لوگ دراصل اللہ تعالیٰ کے ان احکام کو غلط سمجھتے ہیں۔ اسی لئے تو اعتراض کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کا ایمان سلامت نہیں رہتا۔ بظاہر ووٹ لینے کے لئے یہ مسلمان ہیں۔ مگر دل میں مخالف اسلام ہیں۔ اور یہی نفاق اعتقادی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے منافقین کی ایک اور قسم کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ نفاق عملی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب کوئی اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

نفاق عملی کے منافقین کے لئے شفاعت بھی ہے اور نجات بھی۔ شرک، کفر اور نفاق اعتقادی کے لئے نہ شفاعت ہے اور نہ نجات۔

میں سورۃ الاعراف رکوع نمبر ۴ پ ۸ کی اس آیت کے تحت بیان رہا ہوں۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ۔

ترجمہ: کہہ دو اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے۔ جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے۔ اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں (حرام کیں) کہہ دو دنیا کی زندگی میں

یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہیں۔ قیامت کے دن خالص انہی کے لئے ہو جائیں گی۔ اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں۔ ان کے لئے جو سمجھتے ہیں۔

اصل میں اللہ تعالیٰ نے سب نعمتیں اپنے فرمانبردار بندوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں۔ اس کے نافرمان تو ان کے صدقے میں کھاتے ہیں جس طرح گورنمنٹ پانی کے نلکے، سڑکیں اور ریل وغیرہ اپنی وفادار رعایا کے لئے بناتی ہے۔ لیکن گورنمنٹ کے باغی اور بدمعاش بھی ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا وفادار بندہ بن کر دنیا میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِیْن یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْن

اس کے علاوہ بیوی بچوں کو اللہ تعالیٰ کا وفادار بندہ بنانا یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (سورۃ التحریم رکوع نمبر ا پ ۲۸)

ترجمہ: اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۷ھ بمطابق ۹ جنوری ۱۹۵۸ء

آخرت کا غم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اما بعد ...... آج میں ایک حدیث شریف کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہی آج کا سبق ہے۔ وہ حدیث شریف یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ اٰخِرَتِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ (الحدیث) (ابن ماجہ)

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جس شخص نے ایک غم یعنی آخرت کا غم لگالیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے غموں کے لئے کافی ہے۔

جس کو یہ غم لگ جائے کہ اس کی آخرت خراب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے غم ہلکے کر دیتے ہیں۔ اور اس کی ہر معاملہ میں امداد فرماتے ہیں۔

اس کی دو تعبیریں ہو سکتی ہیں۔ (1) خواص کا درجہ (2) عوام کا درجہ۔ خواص کا درجہ یہ ہے کہ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر حالت میں انہیں یہی فکر رہتی ہے کہ کہیں آخرت خراب نہ ہو جائے۔ ان کو اس کی فکر نہیں ہوتی کہ کھائیں گے کیا؟ یہ چیز وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا درجہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے نو حرم تھے۔ لیکن ذریعہ معاش کوئی نہیں تھا۔ نہ کوئی تجارت تھی اور نہ ملازمت یہ ہے کَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ آپ ﷺ ہدیہ قبول فرما لیتے تھے۔ صدقہ اور خیرات نہ لیتے تھے۔ نو ازواج مطہرات کے لئے کپڑا اور روٹی اللہ تعالیٰ دیتے ہی تھے۔ امیرانہ سہی' غریبانہ ہی سہی۔ ان کی بھی زندگی گزر ہی گئی۔ آنحضرت ﷺ کے 24 گھنٹے اصلاح خلق اللہ کے لئے وقف تھے۔ دین سکھانا' دین پہنچانا آپ ﷺ کے ذمہ تھا۔ کمانے کے لئے کوئی وقت ہی نہ ملتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط○

(سورۃ المائدہ رکوع نمبر۱۰پ۶)

ترجمہ : اے رسول ﷺ جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اترا ہے اسے پہنچا دے۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔

اس قسم کے خواص آنحضرت ﷺ کی امت میں ہمیشہ رہتے ہیں۔ میں نے ایسے حضرات دیکھے ہیں۔ سندھ میں بھی تھے اور ریاست بہاولپور میں بھی تھے۔ میرے دونوں مربیوں کی ہاں بھی یہی رنگ تھا۔ ان کو بھی شوق ہوتا تھا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے نام سکھائیں۔ اور ضروریات زندگی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر رکھی تھیں۔ ابتداء میں یہ حالت تھی کہ اندر باہر سب کئی کئی وقت فاقہ سے رہتے تھے۔ اگر کہیں سے کچھ ہدیہ آگیا تو سب میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ عوام بھی اس حدیث شریف کا مصداق بن سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ دل میں یہ ٹھان لیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف کوئی کام نہ کریں گے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص دنیا کو محبوب رکھتا ہے۔ وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے۔ اور جو شخص اپنی آخرت کو محبوب رکھتا ہے۔ وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے۔ پس تم فنا ہونے والی چیز (دنیا) پر باقی رہنے والی چیز (آخرت) کو ترجیح دو۔

دنیا کے سب ساز و سامان بھی ہوں اور اللہ والوں کا سا دین بھی ہو یہ ناممکن ہے۔ جن کو دنیا کے مقابلہ میں آخرت محبوب ہوتی ہے۔ وہ دنیا کے ساز و سامان کے فراہم کرنے کے درپے نہیں ہوتے۔ وہ روکھی سوکھی روٹی کھا کر اور بیوی سے بلا فیشن کپڑے سلا کر پہن لیتے ہیں۔ دھوبی کے دھلے کپڑے نہ سہی۔ گھر میں دھلا کر پہن لیتے ہیں۔ فیشن کے لئے روپیہ چاہیے۔ روپیہ کمانے کے لئے ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کرنے

پڑتے ہیں اس لئے اس قسم کے حضرات سادہ زندگی بسر کر لیتے ہیں۔ مگر حرام نہیں کھاتے تاکہ ان کی آخرت خراب نہ ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے دنیا کے غموں کی خود کفالت فرماتے ہیں۔

کَفَاہُ اللّٰہُ ھَمَّ دُنْیَاہُ

حقیقی خوشی روح کی خوشی ہے، جسم کی نہیں۔ اگر ایک دنیا دار کو دو لاکھ کی کوٹھی دس ہزار کی موٹر اور عیش و آرام کے باقی سب سامان مہیا ہیں لیکن وہ تپ محرقہ میں مبتلا ہے اور ساری رات ماہی بے آب کی طرح تڑپتا ہے۔ کیا اس کو خوشی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس کے مقابلہ میں ایک غریب جو محنت مزدوری کر کے رات کو حلال کی روزی کما کر لاتا ہے اور بال بچوں میں بیٹھ کر کھاتا ہے۔ وہ عشاء کی نماز پڑھ کر چین سے سوئے گا۔ صبح کی نماز کے وقت بیوی ہی اٹھاتی ہے۔ اس کی روح خوش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا ○ قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَہَا ج وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ○

(سورۃ طٰہٰ' رکوع نمبر ۷ پ ۱۶)

ترجمہ : اور جو میرے ذکر سے منہ پھیر لے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اٹھائیں گے۔ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔۔ پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔

اس اعلان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو قرآن مجید کو دستور العمل نہیں بناتے ان کی دنیا کی زندگی بھی ناکام ہوتی ہے۔ اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور رہتے ہیں۔ خواص جو آخرت کو مقصود بالذات بناتے ہیں ان کے متعلق بھی عرض کرچکا ہوں۔ اس قسم کے نمونے شعبہ حیات میں ہمیشہ رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر نیکی کا اجر کم از کم دس گنا دیتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ دیتے ہیں۔ انسان ایک بھی بمشکل دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ○

(سورۃ نساء رکوع نمبر ۲۱ پ ۵)

ترجمہ : (اے منافقو) اللہ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا۔ اگر تم شکر گزار بنو اور ایمان لے آؤ اور اللہ قدر دان جاننے والا ہے۔

اس کا بھی مطلب یہی ہے جو اس حدیث کا ہے۔ جو میں نے ابتداء میں عرض کی ہے۔ جس کو یہ فکر ہوگی کہ میری آخرت خراب نہ ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ایماندار اور شکر گزار بندہ بن کر زندگی بسر کرے گا۔ ایسے شخص کو نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں کوئی تکلیف ہوگی۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس طرح زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا کرے۔ کہ ہماری آخرت نہ خراب ہونے پائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

میں 20 - 22 سال سے اس مجلس میں یہ پیغام دے رہا ہوں کہ رنگ صحبت سے چڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ الآیه

ترجمہ : اور تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔

اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تقریباً ڈھائی سال سے میرا یہ پیغام "مجلس ذکر" کے عنوان سے "خدام الدین" میں شائع ہو رہا ہے۔ اور اس مجلس میں شرکت نہ کرنے والوں کو بھی پہنچ رہا ہے۔ اگر بیوی پڑھی ہوئی ہے تو "خدام الدین" اس کو لے جا کر دے دیا کیجئے' تاکہ اس کی بھی اصلاح ہو جائے بیویاں اللہ تعالیٰ نے ہم کو فقط اس لئے نہیں دیں کہ ان سے جھاڑو دلوائیں۔ کھانا پکوائیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ ہم سے سوال کریں گے کہ میرا دین بھی ان کو سکھلایا تھا یا نہیں؟ اسی طرح اولاد کے متعلق بھی باز پرس ہوگی۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلٰی

النَّاسِ رَاعٍ وَ هُوَ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ وَهُوَ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِیَةٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِهَا وَ وَلَدِهٖ وَ هِیَ مَسْؤُلَةٌ عَنْهُمْ وَ عَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِهٖ وَ هُوَ مَسْؤُلٌ عَنْهُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ

(متفق علیہ)

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ خبردار تم میں سے ہر شخص نگہبان اور رعیت رکھنے والا ہے۔ اور ہر شخص سے اس کی رعیت کی بابت سوال کیا جائے گا۔ (یعنی باز پرس ہوگی) پس امام و خلیفہ جو لوگوں کا نگہبان و راعی ہے اس سے اس کی رعیت کی بابت پوچھا جائے گا اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان اور راعی ہے اس سے اس کی رعیت کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور عورت محافظ ہے اپنے شوہر کے گھر کی اور اسکے بچوں کی اور اس سے اس کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان و محافظ ہے اس سے اسکی بابت پوچھا جائے گا۔ خبردار تم میں سے ہر

شخص راعی ہے اور ہر راعی سے اس کی رعیت کی بابت پوچھا جائے گا۔

عورت ' مرد اور حاکم مسئول ہوں گے۔ عورت سے نوکروں اور بچوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو قیامت کے دن کی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھ کر دنیا میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۶ جنوری ۱۹۵۸ء

آج کا عنوان ہے

کون سا انسان سوہنا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اما بعد .... حسن اور قبح عربی میں دو لفظ ہیں۔ حسن کے معنیٰ ہیں خوبصورتی اور لفظ حسین اسی سے ہے جس کے معنیٰ ہیں خوبصورت۔ حسن کی ضد ہے قبح جس کے معنیٰ ہیں بد صورتی اور اس سے قبیح ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں بد صورت۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ کاریگر نے جو چیز جس کام کے لئے بنائی ہے وہ کام اس سے ہو جائے تو حسین ورنہ قبیح۔ مثلاً" وزیر آباد کے بعض چاقو ایسے نکمے ہوتے ہیں کہ ایک دفعہ قلم بنانے کے بعد بیکار ہو جاتے ہیں یہ قبیح ہیں۔ ایک گھوڑا اگر بظاہر موٹا تازہ ہو لیکن چلنے میں ست ہو تو وہ قبیح ہے۔ بعض دبلے پتلے گھوڑے تیز رفتار ہوتے ہیں یہ حسین ہیں۔

والے کی غرض پر ہے۔ اگر وہ غرض پوری ہو رہی ہے تو حسین ورنہ قبیح۔ مثلاً" بھینس دودھ پینے کے لئے ہے اگر بھینس بظاہر بڑی خوبصورت ہے مگر دودھ نہیں دیتی تو وہ مالک کے لئے بالکل بیکار ہے۔ وہ حسین نہیں قبیح ہے۔

انسان کو بھی اپنے آپ کو اسی معیار پر پرکھنا چاہیے۔ اردو کی ایک ضرب المثل اس شعر میں بیان کی گئی ہے۔

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا
سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

پنجابی میں بھی ایسی ہی ایک ضرب المثل ہے۔ "کم پیارا ہندا اے چم پیارا نہیں ہندا" اگر صورت کے لحاظ سے ایک شخص بڑا خوبصورت ہو لیکن اس کا کردار اچھا نہیں محلے والے نالاں تو وہ حقیقت میں بدصورت ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک دوسرے شخص کو لیجئے جو خوبصورت نہیں لیکن منجاں مرنج ہے۔ محلّہ میں ہر شخص کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے۔ یہ شخص حقیقت میں حسین ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ اگر ماں باپ بناتے تو کوئی بے اولاد نہ ہوتا۔ بعض

غربت کی وجہ سے نہیں چاہتے کہ ان کے اور اولاد نہ ہو۔ پہلی اولاد کی تربیت کے لئے ان کے پاس وسائل نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے بچے عطا فرماتے رہتے ہیں۔ بعض اولاد کو ترستے ہیں۔ سب پاپڑ بیلتے ہیں۔ مگر اولاد نہیں ہوتی۔ جب اللہ تعالیٰ ہی نے ہمیں بنایا ہے تو اس سے پوچھنا چاہیے کہ اے اللہ! تو نے ہمیں کیوں پیدا کیا ہے؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○

(سورۃ الذّٰریٰت رکوع نمبر ۳ پ ۲۷)

ترجمہ : اور میں نے جن و انسانوں کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

انسان کی پیدائش کی غرض کسی اللہ والے نے فارسی کے ایک شعر میں یوں بیان کی ہے۔

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

قرآن مجید بندگی کا پروگرام بتلاتا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ اس کا عملی نمونہ ہیں۔ الحمدللہ! قرآن مجید اور حضور ﷺ کی سنت

دونوں محفوظ ہیں۔ اور ہمیشہ رہیں گی۔ تاکہ جو کھرے ہیں وہ اپنے آپ کو حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلا سکیں۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ

(رواہ فی الموطا)

ترجمہ : حضرت مالک بن انس ؓ سے مرسلاً" روایت ہے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ (وہ دو چیزیں ہیں) کتاب اللہ (قرآن مجید) اور اس کے رسول ﷺ کی سنت (حدیث)۔

جو مسلمان نوجوان عبادت سے جی چراتے ہیں وہ اس جہان میں نہ ہی آتے تو بہتر تھا۔ میں ان کے متعلق کہا کرتا ہوں کہ کاش! ان کی مائیں نہ ہی جنتیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بد صورت ہیں۔ حضرت بلال ؓ حبشی نژاد تھے۔ ان کا رنگ

سیاہ اور ہونٹ موٹے موٹے تھے۔ بال گھونگریالے تھے۔ زلفیں نہ تھیں۔ ایک کافر کے غلام تھے۔ حضرت صدیق اکبر ؓ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ لیکن عبدیت میں ان کا بہت اونچا مقام تھا۔ وہ مسجد نبوی ﷺ کے مؤذن تھے۔ مؤذنین کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(رواہ مسلم)

ترجمہ : حضرت معاویہ ؓ سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اذان دینے والے لوگ قیامت کے دن سب لوگوں سے لمبی گردنوں والے ہوں گے۔

حضرت بلال ؓ مدینہ منورہ میں زندہ موجود تھے۔ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کو اتنے پیارے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا زندگی فوٹو جنت میں بنا کر رکھا ہوا تھا۔ جس کو حضور ﷺ نے جنت میں چلتے پھرتے دیکھا تھا۔ جس طرح آپ اپنے دوستوں کے

فوٹو اتروا کر رکھتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرا بلال ؓ بنا کر جنت میں رکھا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی نظر میں سوہنا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ!

اللہ تعالیٰ کے ہاں صورت یا کپڑوں کی خوبصورتی کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ جس غرض کے لئے اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اگر وہ پوری ہو رہی ہے تو ہم اس کے ہاں خوبصورت ہیں ورنہ بد صورت۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سوہنا بننے کا طریقہ بھی ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں۔

بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان جس فن میں کمال حاصل کرنا چاہتا ہے اس کی تدبیر فقط یہ ہے کہ اس فن کے کامل کی صحبت میں مدت مدید تک اپنے آپ کو بٹھانے کے بعد یہ بھی درجہ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے۔ کامل کچھ زبانی ہدایت دیتا ہے اور کچھ اپنے عمل سے سکھاتا ہے۔ آپ میں سے کوئی بی اے اور کوئی مولوی ہے۔ آپ کو یہ کمال اسی قاعدہ کے ماتحت حاصل ہوا ہے۔ میں بھی اگر کسی بی اے یا ایم اے کی صورت

میں بیٹھتا تو آج میں بھی بی اے یا ایم اے ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی حکم دیا ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (الآیہ)

(سورۃ الکہف رکوع نمبر ۴ پ ۱۵)

ترجمہ : اور تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔

کسب معاش کے لئے آپ جو ذریعہ چاہیں تلاش کریں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن کسب معاش سے فارغ ہونے کے بعد میرا مشورہ یہی ہے کہ اگر کوئی اللہ اللہ کرنے والی جماعت مل جائے تو اس جماعت میں بیٹھے۔ اگر جماعت نہ ملے تو ایسا کوئی شخص واحد مل جائے تو اس کے پاس بیٹھے اور ایسی جماعت اور شخص واحد کی صحبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اگر نہ جماعت اور نہ شخص واحد ملے تو پھر بہتر یہی ہے کہ گھر میں بیوی بچوں میں بیٹھے ادھر ادھر اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ عربی میں کسی نے کہا ہے۔

لِقَاءُ النَّاسِ لَيْسَ يُفِيْدُ شَيْئًا

سِوَى الْهَذَيَانِ مِنْ قِيلٍ وَ قَالَ

ترجمہ : لوگوں سے ملنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے سوائے اس بیہودہ بکواس کے کہ فلاں نے یہ کہا اور فلاں نے یہ کہا۔

بعض لوگ دفتر سے آکر کھانا کھا کر کسی کی بیٹھک میں بیٹھ کر DISCOSS (بحث کرنا) کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ نوائے وقت نے یہ لکھا ہے 'پاکستان ٹائمز نے یہ لکھا ہے۔ بھلا ان سے پوچھے کہ تمہیں کیا؟ تم کلرک ہو۔ تمہیں سیاست سے کیا تعلق؟ روٹی کما کر گھر آئے تو اب آخرت کی فکر کرو۔ صحبت سے رنگ چڑھتا ہے۔ رنگ ہے قرآن۔ رنگ فروش ہیں علمائے کرام اور رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ز

(سورۃ البقرۃ رکوع نمبر۱۶ پ ۱)

ترجمہ : اللہ کا رنگ اللہ کے رنگ سے اور کس کا رنگ بہتر ہے۔

میں کہا کرتا ہوں کہ اگر انسان پر قرآن مجید کا رنگ چڑھ جائے تو یہ اس میوہ کی طرح ہو جاتا ہے جس کو دیکھنے سے آنکھوں کو سرور حاصل ہو۔ سونگھا جائے تو ناک خوشبو کا

لطف اٹھائے اور زبان پر رکھا جائے تو خوش ذائقہ معلوم ہو۔ معدہ میں جائے تو مقوّی ثابت ہو۔ قرآن مجید کی تعلیم اور اللہ والوں کی صحبت میں انسان اس قسم کا بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قسم کے حضرات حُسین ہوتے ہیں۔ اگر نہ دل میں ایمان ہے اور نہ اعمال میں اسلام ہے تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس دنیا سے اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں حُسین بن کر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ

۲ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ بمطابق ۲۳ جنوری ۱۹۵۸ء

نیک بننے سے دنیا کی تکالیف سے چھٹکارا نہ ہوگا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ ہم یہاں اصلاح حال کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اصلاح قال اور چیز ہے اور اصلاح حال اور چیز ہے۔ عوام تو بجائے خود رہے میں اہل علم حضرات سے کہا کرتا ہوں کہ آپ قال اللہ و قال الرسول کو پڑھ کر آئے ہیں۔ اس لئے آپ کی اصلاح قال تو ہو چکی ہے۔ لیکن اصلاح حال نہیں ہوئی۔ اصلاح حال کے لئے کسی اللہ والے کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب القول الجمیل میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ والے وہ ہیں جنہوں نے مدت مدید اپنے شیخ کی صحبت میں رہ کر تربیت کرائی ہو۔ جس عالم کی اصلاح حال نہ ہوئی ہو اس کی مثال حنظل (پنجابی تمہ) کی ہے۔ جو کہ بظاہر بڑا خوبصورت ہوتا ہے لیکن اتنا کڑوا کہ ذرا سا کھایا جائے تو اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ یہود کے بے عمل

علماء کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○

(سورہ الجمعہ رکوع نمبر1 پ 28)

ترجمہ : ان لوگوں کی مثال جنہیں تورات اٹھوائی گئی تھی پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا اس کی مثال گدھے کی سی ہے جو دفتر اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کی مثال بہت بری ہے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے عالم بے عمل کو گدھے سے تشبیہ دی ہے۔ گدھے کی پیٹھ پر کتابیں لادی جائیں تو وہ نہ ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ

مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ

(متفق علیہ)

ترجمہ : ابی سعید ؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ البتہ ان لوگوں کی پیروی کرو گے جو تم سے پہلے گزر چکے بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ۔ یہاں تک کہ اگر وہ پہاڑ کے سوراخ میں بیٹھے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کا اتباع کرو گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ (کیا آپ کی مراد) یہود و نصاریٰ سے ہے۔ فرمایا اور کون۔

آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہو گا تو میری امت میں بھی ضرور ایسا شخص ہو گا جو اپنی ماں سے زنا کرے گا۔ اس پیشگوئی کی بناء پر مسلمانوں میں بھی بے عمل علماء کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ بے شمار ایسے عالم ہمارے ہاں موجود ہیں۔ بے عملی کی وجہ یہ ہے کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر ان کی اصلاح حال نہیں ہوئی اصلاح قال ہو جائے اور اصلاح حال نہ ہو تو

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ایسا انسان گدھے کی مانند ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِيْنَ يَا اِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ

آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ "نیک بننے سے دنیا کی تکالیف سے چھٹکارا نہ ہو گا" اس مضمون کی تائید میں ایک حدیث شریف عرض کرتا ہوں۔

عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاؤُهٗ وَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ رِقَّةٌ هُوِّنَ عَلَيْهِ فَمَا زَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ مَا لَهٗ ذَنْبٌ

(رواہ الترمذی ابن ماجہ والدارمی و قال الترمذی ہٰذا حدیث حسن صحیح)

ترجمہ : حضرت سعد ؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ سخت بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام۔ پھر وہ لوگ جو

انبیاء سے مشابہ ہوتے ہیں اور پھر وہ لوگ جو انبیاء علیہم السلام سے زیادہ مشابہ ہوں۔ پھر انسان جس قدر دین میں سخت ہوتا ہے اسی قدر اس کی مصیبت سخت ہوتی ہے۔ اور جس قدر دین میں نرم ہوتا ہے اس قدر اس کی مصیبت ہلکی ہوتی ہے۔ پس ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ دین میں سخت انسان زمین پر چلتا اس حال میں کہ گناہ سے پاک ہوتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ جو شخص انبیاء علیہم السلام کی صفات سے جتنا متصف ہوگا۔ اس پر اتنی ہی زیادہ تکالیف آئیں گی۔ مثلاً" پہلی جماعت کا طالب اگر الف - ب - ت سنا دے تو ممتحن اسے پاس کر دیتا ہے۔ دوسری جماعت کے طالب علم کا امتحان ذرا سخت ہوگا۔ اس سے ممتحن پہاڑے بھی سنے گا۔ اور جمع و تفریق کے سوال بھی حل کروائے گا۔ اگر پہاڑے ٹھیک سنا دیے تو اور سوال بھی حل کر دیئے تو تب اس کو پاس کرے گا اور اسی طرح جوں جوں طالب علم اوپر چڑھتا جائے گا اس کا امتحان بھی سخت ہوتا جائے گا۔ دین میں بھی یہی حال ہے مندرجہ بالا حدیث شریف میں عَلٰی حَسَبِ دِیْنِہٖ سے یہ چیز واضح ہوتی ہے جو شخص

معمولی درجے کا دیندار ہے وہ کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ اس کا کوئی دشمن نہ ہوگا۔ اس کی ذمہ داری اتنی ہے کہ بیوی بچوں کو دین سکھا دے۔ اس پر تکالیف بھی کم آئیں گی۔ ایک عالم لوگوں کے اعتقادات، اعمال اور رسم و رواج پر جرح کرتا ہے تو اس کے سب دشمن ہوں گے۔ دینداروں کی آزمائش ہوتی رہتی ہے۔ ادھر گناہ کیا ادھر سزا مل گئی۔ اس طرح ان کا معاملہ صاف ہوتا رہتا ہے۔ وہ پاک ہو کر دنیا سے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وہ گناہ پر گرفت کر لیں۔ اگر گرفت نہیں کرتے تو سمجھئے وہ ناراض ہیں۔ پھر جب گرفت ہوگی تو سخت ہوگی۔

دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس سے بچائے۔ آمِیْنَ یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ

آج کے عنوان کی تائید میں دو اور حدیثیں عرض کرتا ہوں۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہِ الْخَیْرَ

عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتّٰى يُوَافِيَهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(رواہ الترمذی)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب خداوند تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی سزا دنیا ہی میں جلد دے دیتا ہے۔ اور جب کسی بندہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزاؤں کو روک لیتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کے گناہوں کی اس کو پوری سزا دے گا۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَالصُّنَابِحِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلٰى رَجُلٍ مَرِيضٍ يَعُودَانِهِ فَقَالَا لَهُ كَيْفَ أَصْبَحْتَ قَالَ أَصْبَحْتُ بِنِعْمَةٍ قَالَ شَدَّادٌ أَبْشِرْ بِكَفَّارَاتِ السَّيِّئَاتِ وَحَطِّ الْخَطَايَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِذَا أَنَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا فَحَمِدَنِي عَلٰى مَا ابْتَلَيْتُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ

كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الْخَطَايَا وَيَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنَا قَيَّدْتُ عَبْدِي وَابْتَلَيْتُهُ فَأَجْرُوا لَهُ مَا كُنْتُمْ تُجْرُونَ لَهُ وَهُوَ صَحِيحٌ

(رواہ احمد)

ترجمہ : شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ اور صنابحی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں ایک مریض کی عیادت کو گئے اور اس سے کہا تو نے کیونکر صبح کی۔ اس نے کہا خدا کا شکر ہے میں نے نعمت الٰہی پر صبح کی۔ شدّاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ خوش ہو گناہوں کے دور ہونے اور خطاؤں کے صاف ہو جانے سے اس لئے کہ میں نے نبی ﷺ سے یہ سنا ہے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے مومن بندوں میں سے کسی کو بیماری میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس ابتلا میں میری تعریف کرتا ہے تو وہ اپنے بستر علالت سے ایسا پاک و صاف اٹھتا ہے جیسا کہ اس کی ماں نے آج ہی اس کو جنا ہے۔ اور کوئی گناہ اس کا باقی نہیں رہتا۔ اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندے کو قید کیا اور مصیبت میں ڈالا۔ اور اس کا امتحان کیا۔ پس اے فرشتو تم اس کے نامہ اعمال میں وہی عمل لکھو جو اس کی صحت کی حالت

میں لکھتے تھی۔ یعنی اعمال صالحہ۔

حاصل یہ نکلا کہ جتنے نمبر کا کوئی دیندار ہو گا اس کو اتنی ہی تکلیف ہوگی۔ جو عالم لوگوں پر جرح نہیں کرتے ان کا کوئی دشمن نہیں ہوتا۔

ما بخیر شما بسلامت

ہم حنفی وتروں میں جو دعائے قنوت پڑھتے ہیں اس میں ہم نَخْلَعُ وَ نَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ (اے اللہ جو تیرا نافرمان ہے ہم اس کا بائیکاٹ کرتے ہیں) پڑھتے ہیں۔ اس قسم کے عالم روزانہ وتروں میں یہ دعا پڑھتے ہیں۔ باجہ 'سہرا' گھوڑی 'مہندی' آتشبازی 'سب خلاف شرع رسمیں ادا کرنے والوں کے نکاح پڑھتے ہیں ان کا کوئی کیوں دشمن ہو گا۔

شیخ عظیم اللہ صاحب ایڈووکیٹ جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ میرے دوست تھے وہ انجمن حمایت اسلام کے سیکرٹری تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے۔ ایک جسٹس صاحب کی لڑکی کی شادی تھی شیخ صاحب میرے پاس تشریف لائے کہ آپ نکاح پڑھا دیجئے۔ میں تاریخ مقررہ پر جج صاحب کی کوٹھی پر نکاح پڑھانے کے لئے پہنچ گیا۔ جب برات

آئی تو دولہا کے سر پر سہرا بندھا ہوا تھا میں نے شیخ صاحب کو بلا کر عرض کیا کہ سہرا اتروا کر گلے میں ڈلوا دیجئے۔ ورنہ میں نکاح نہیں پڑھوں گا۔ شیخ صاحب نے کہا بہت اچھا ابھی ہو جاتا ہے۔ وہ جا کر جج صاحب کو بلا لائے۔ میں نے ان سے وہی کہا اور وہ بھی یہ کہہ کر چلے گئے کہ بہت اچھا ابھی ہو جاتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد دونوں واپس تشریف لائے اور کہا کہ دولہا کے وارث نہیں مانتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی رسم و رواج کے پابند تھے۔ میں نے کہا میں نکاح نہیں پڑھوں گا۔ اس پر جج صاحب نے بحث شروع کر دی کہ اس میں حرج ہی کیا ہے۔ میں نے کہا اگر ایک عورت ماتھے پر سرخ تلک لگا کر آپ کے سامنے آئے تو آپ اس کو ہندو سمجھیں گے یا نہیں؟ میں یہ کہہ کر چلا آیا۔ جس نے نکاح پڑھا کر دس روپے لینے ہوں گے وہ شیخ صاحب اور جج صاحب کو کیوں ناراض کر کے آئے گا۔

یکے نقصان مایہ دیگر شماتت ہمسایہ

دوسرا واقعہ باغبانپورہ کا ہے وہ بھی کسی بڑے آدمی کی لڑکی کی شادی تھی۔ جب برات آئی تو باجے کی آواز آئی میں

نے لڑکی کے والد سے کہا کہ باجا بند کیا جائے ورنہ میں نکاح نہیں پڑھوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے منع کیا تھا۔ وہ باجہ بند نہ کرا سکے اور میں اٹھ کر چلا آیا۔

میرے اندر کوئی کمال نہیں۔ اے اللہ یہ تیرا فضل ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے لے کر دینے والے میرے دونوں مرشد تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمِیۡن یَا اِلٰہَ الۡعَالَمِیۡن

صدقے میں تیرے ساقی مشکل آسان کر دے
ہستی مری مٹا دے خاک بے جان کر دے

عرض کر رہا تھا کہ دین کے معاملہ میں جتنا کسی کا درجہ بلند ہوتا ہے اتنی ہی اس پر تکالیف آتی ہیں آنحضرت ﷺ سید الانبیاء ہیں۔ آپ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تعلیم دیتے تھے۔ کفار مکہ کہتے تھے۔

اَجَعَلَ الۡاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيۡءٌ عُجَابٌ ۝

ترجمہ : کیا اس نے کئی معبودوں کو صرف ایک معبود بنا دیا۔ بے شک یہ بڑی عجیب بات ہے۔

ایک آیت چھوڑ کر آگے آتا ہے۔

مَا سَمِعۡنَا بِهٰذَا فِي الۡمِلَّةِ الۡاٰخِرَةِ ۚ اِنۡ هٰذَآ اِلَّا اخۡتِلَاقٌ ۝

(سورۃ ص رکوع نمبر ۱ پ ۲۳)

ترجمہ : ہم نے یہ بات اپنے پچھلے دین میں نہیں سنی یہ تو ایک بنائی ہوئی بات ہے۔

حضور ﷺ ان کے اعتقادات اعمال اور رسم رواج کا اپریشن فرماتے تھے تاکہ 360 خداؤں کو اڑا دیا جائے اور صرف ایک خدا رہے۔ اور وہ بگڑتے تھے۔ اب بھی یہی ہوگا جو مولوی اپریشن کرے گا اس سے تو خواہ مخواہ لڑائی ہوگی۔ اکثریت اس قسم کے بد نصیب لوگوں کی ہے۔ بعض خوش نصیب اپریشن کو رحمت سمجھتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو خوش نصیب بنائے۔ آمِیۡن یَا اِلٰہَ الۡعَالَمِیۡن بد نصیب دوزخ میں داخل ہونے کے بعد اقرار جرم کریں گے۔ لیکن یہ ان کو کوئی فائدہ نہ دے گا۔

اَلَمۡ تَكُنۡ اٰيٰتِيۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَكُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ

○ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ ○ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○

(سورۃ المومنون رکوع نمبر ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ : کیا تمہیں ہماری آیتیں نہ سنائی جاتی تھیں پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دیں اگر پھر کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔

میں اللہ تعالیٰ سے بڑا خوش ہوں اور لاہوریوں سے بھی خوش ہوں کہ انہوں نے میری آواز پر لبیک کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ میں جب یہاں آیا تھا تو اس مسجد میں چراغ جلتے تھے میں خاموش بیٹھ کر دیکھا کرتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ قرآن مجید دریا کی طرح اپنا راستہ خود بنا لے گا۔ دریا اپنا راستہ خود بناتا ہے۔ اس کے لئے کوئی راستہ نہیں بناتا۔ ہر انسان گناہگار ہے۔ اللہ تعالیٰ اول تو گناہوں پر میری اور آپ کی گرفت نہ فرمائے۔ اگر گرفت کرنی ہے تو استقامت عطا فرمائے۔ آمِیْن یَا اِلٰهَ الْعٰلَمِیْن

۹ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ بمطابق ۳۰ جنوری ۱۹۵۸ء

تکمیل کا درجہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

اس دنیا میں ہر چیز کی تکمیل کا ایک درجہ ہوتا ہے۔ نباتات کا درجہ تکمیل یہ ہے کہ وہ پھل دینے لگے۔ مثلاً آم کی گٹھلی بوئی گئی اور پودا اگا۔ جب پھل لگا تو پودا درجہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ حیوانات کا درجہ تکمیل یہ ہے کہ وہ بچہ جننے کے قابل ہو جائیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کا امتی اور بندہ خدا ہونے کے لحاظ سے ایک تکمیل کا درجہ ہے۔ اس کے متعلق آج عرض کرنا چاہتا ہوں۔

درجہ تکمیل یہ ہے کہ انسان فانی عن مراد نفسہ باقی بمراد اللہ تعالیٰ ہو جائے۔ یعنی اس کو اپنے نفس کا کوئی مقصد پیش نظر نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جو مقصد تجویز کر کے دیا ہے وہی پیش نظر رہے۔ چوبیس گھنٹے ہر گھڑی اور ہر آن یہی خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ ہونے پائے۔

ذاتی مقصد کوئی نہ رہنے پائے۔ اس قسم کا انسان بھی اس دنیا میں رہ کر سب کچھ کرے گا لیکن اس کا اپنا ارادہ کوئی نہ ہوگا۔ وہ جو کام بھی کرے گا اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھے گا۔ اس کے بالمقابل ایسے انسان بھی ہیں جو ہر کام اپنی ذاتی اغراض کے لئے کرتے ہیں۔ ان کو اس بات کی پرواہ ہی نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ راضی ہے یا ناراض، شریعت دنیا کے کام کاج چھڑوانا نہیں چاہتی۔ صرف نیّت بدلنا چاہتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ط

ترجمہ : سوائے اس کے نہیں کہ "اعمال کا مدار نیّتوں پر ہے"

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب بندہ نکاح کرتا ہے تو تحقیق اس نے آدھا دین مکمل کر لیا۔ پس آدھے باقی میں اللہ سے ڈرے۔

اگر ایک مسلمان اس نیت سے نکاح کرتا ہے کہ نفس اور شیطان اس کو بہکا کر گناہ میں مبتلا نہ کر دیں تو اس کا نکاح کرنا بھی دین اور عبادت ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک دنیا دار اس لئے نکاح کرے گا کہ بیٹے ہوں گے اور پوتے ہوں گے اور مرنے کے بعد نام زندہ رہے گا کسی اللہ والے نے کہا ہے۔

چیست دنیا از خدا غافل بودن

دین سیکھنے سے آتا ہے اور نیّت بھی سیکھنے سے ہی صحیح بنتی ہے۔ ایک ہی کام دنیا دار اور غرض سے کرتا ہے اور دیندار اور غرض سے۔ دنیا دار بیٹے کی شادی پر برادری کو بلائے گا۔ وہ جو کرے گا نام و نمود کے لئے۔ دیندار نیکوں اور علمائے کرام کو بلائے گا۔ وعظ ہوں گے لوگوں کو پیغام حق سنایا جائے گا۔ بہت سے کچے، وعظ سن کر دین پر پکے ہو جائیں گے۔

اس سے بھی اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دل

میں کسی کی محبت نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ الآیۃ ○

(سورۃ البقرہ رکوع نمبر ۲۰ پ ۲)

ترجمہ : اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں۔ جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیے۔ اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔

یہ بھی تکمیل کا ایک شعبہ ہے یہ درجہ بڑی مدت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اگر انسان ہدایت یافتہ ہو تو پھر سمجھتا ہے کہ جو بھی نفع مجھے پہنچ رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آرہا ہے۔ اس طرح نظر ذرائع سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف لگ جائے گی۔ جس طرح کسی کے بیٹے نے سو روپیہ کا منی آرڈر بھیجا۔ بے شک منی آرڈر لا کر دینے والا تو پوسٹ مین ہے لیکن اس کا شکر گذار نہ ہوگا۔ وہ تو فقط ذریعہ ہے ہر نفع کی منظوری اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے۔

دوسرے تو صرف ذریعہ بنتے ہیں مثلاً" اگر بیوی نیک اور راحت رساں ملی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نیک بیٹا دیا تو یہ بھی اس کا کرم ہے۔ اگر برا دیتا تو ہم کیا کر سکتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جس بچہ کو قتل کر دیا تھا اس کے ماں باپ نیک تھے۔ خطرہ تھا کہ بڑا ہو کر یہ ان کو بھی سرکشی اور کفر میں مبتلا نہ کر دے۔ اس لئے میں دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ مطلق اولاد نہ مانگیے۔ نیک اولاد کی دعا کیا کیجئے۔ اس کے ہاں نیک بھی ہیں اور بد بھی۔ بے سمجھ مرد اور عورتیں مطلق اولاد کی دعا کرتے ہیں اس میں خطرہ ہے کہ کہیں ہمارے حصہ میں بد نہ آجائے۔

غرضیکہ درجہ تکمیل تک پہنچنے کے لئے نمبر اول اس بات کی ضرورت ہے کہ جو کام کرے اللہ تعالیٰ کے لئے کرے ذاتی اغراض کوئی نہ ہو۔ نمبر دوم دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت سب محبتوں پر غالب ہو۔ میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ اس کے لئے اللہ والوں کی صحبت کی ضرورت ہے۔

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

جن کو صحبت نصیب نہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ

میں بیوی اولاد وغیرہ سے بڑی محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ انسان کا خالق ہے اس لئے وہ اس کی رگ رگ سے واقف ہے۔ اس نے ایک ایک رگ پکڑ کر دکھا دی ہے۔ کہ یہ گمراہ ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○

(سورۃ آل عمران، ع ا پ ۳)

ترجمہ : لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کر رکھا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے۔ اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے۔

ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے۔ اکثریت کی یہی حالت ہے۔ بیوی بڑی پیاری ہے۔ اولاد بڑی پیاری ہے۔ ہم چیختے رہتے ہیں کہ جس اولاد کو نہ دین سکھایا وہ ماں

باپ کے خلاف قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں یوں فریاد کرے گی۔

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ○

(سورۃ الاحزاب رکوع نمبر ۸ پ ۲۲)

ترجمہ : اے ہمارے رب ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

اکثریت کو اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر نہیں۔ اولاد کی راحت پیش نظر ہے۔ بیٹا بی اے ہو جائے گا معقول تنخواہ پائے گا۔ اس کی پرواہ نہیں کہ دیندار بھی ہو۔ بیٹی کی شادی کے لئے دین کا کوئی خیال نہیں۔ جانتے ہیں کہ بے دین گھرانہ ہے۔ اس لئے راضی ہوگئے کہ رزق بڑا ہے۔ بیٹی آرام پائے گی۔ اس کی پرواہ نہیں کہ خواہ ساری دولت حرام کی ہو۔

آج کا پہلا سبق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو فَانِی عَنْ مُرَادِ نَفْسِہٖ باقی بمراد اللہ تعالیٰ بن کر دنیا میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دوسرا سبق یہ ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت ہونی چاہیے۔ اس

کو کسی نے اس طرح بیان کیا ہے۔

دلا تو رسم تعلق ز مرغ آبی جو !
گرچہ غرق بدریاست خشک پر برخاست

اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر ایک سے جو تم بیزار ہو بلکہ ہر ایک سے حسن سلوک سے زندگی بسر کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کی پرواہ نہ کرے۔ کیونکہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارا کوئی نہیں۔ جبکہ اس کے سوا ہمارا کوئی نہیں تو ہمیں بھی فقط اسی کا ہو کر رہنا چاہیے۔ عربی میں کسی نے خوب کہا ہے۔

أَنْتَ الَّذِي وَلَدَتْكَ أُمُّكَ بَاكِيًا
وَالنَّاسُ حَوْلَكَ يَضْحَكُونَ سُرُورًا
فَاحْرِصْ عَلَى عَمَلٍ تَكُونُ إِذَا بَكَوْا
ضَاحِكًا مُسْتَبْشِرًا مَسْرُورًا

ترجمہ: تو وہ ہے کہ جب تیری ماں نے تجھے جنا تھا تو رو رہا تھا اور تیرے گرد لوگ مسرت سے ہنس رہے تھے پس ایسے اعمال کی خواہش کر کہ (جب تیری موت کے وقت) سب روتے ہوں اور تو خوشی سے ہنستا ہو۔

جب سکرات میں رحمت کا پیغام مل گیا تو انسان ' ہنستا ہوا دنیا سے جائے گا۔ یہ ہے تکمیل کا درجہ۔ اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر آنے اور کتاب و سنت کا پیغام بار بار سننے سے' اللہ تعالیٰ کے فضل سے رنگ چڑھ جاتا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ راضی ہے تو قدم قدم پر اس کی رحمت نازل ہوگی اگر وہ ناراض ہے تو پھر ٹھوکریں ہی ٹھوکریں ہیں میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ بیوی ' اولاد ' گھر کا سازو سامان یہ سب چیزیں غدار ہیں۔ اگر دنیا میں ان کی صحبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقابلہ میں زیادہ تھی تو مرنے کے بعد یہی عذاب بن جائے گی۔ بیوی اور اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی قبر میں ساتھ نا جائے گا۔ پھر پتہ چلے گا کہ سب غدار نکلے۔ لیکن۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

کسی نے کہا ہے کہ ہرچہ از دل می ریزد بردل می خیزد (جو بات دل سے نکلتی ہے وہ دل پر پڑتی ہے) بشرطیکہ دل لینے کے قابل ہو پتھر نہ ہو بعض دل پتھر کی مانند بلکہ اس سے بھی

زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہود کے متعلق فرماتے ہیں۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُکُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ فَهِیَ کَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ط (الآیۃ) ○

(سورۃ البقرہ رکوع نمبر ۹ پ ۱)

ترجمہ : پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے گویا کہ وہ پتھر ہیں یا اس سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو درجہ تکمیل تک پہنچائے۔

آمِیْن یَا اِلٰهَ الْعٰلَمِیْنَ

۲۶ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ بمطابق ۶ فروری ۱۹۵۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ آج کا عنوان ہے

رسول ﷺ کی امت میں نمبر اول پاس ہونے والے کون ہیں!

دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھ سے جو کہلواتا ہے اس پر مجھے بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے اعمال صالحہ کی برکت سے میری بھی نجات ہو جائے گی۔ جس ماں کے چار پانچ بچے ہوں۔ وہ سب اگر ایک ایک لقمہ بھی چھوڑیں گے تو ان سے ماں کا پیٹ بھر جائے گا۔ اسی طرح آپ میری معروضات سن کر ان پر عمل کریں گے تو آپ کے اعمال صالحہ میں سے بھی مجھے بھی حصہ ملے گا۔ اس سے میری نجات ہو جائے گی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ

ترجمہ : نیکی کی طرف بلانے والا اس کے کرنے والے کی مانند ہے۔

یعنی نیکی کی دعوت دینے والے کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا کرنے والے کو۔ آپ کی اصطلاح میں آج کے عنوان کا مطلب یہ ہے کہ کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں فرسٹ ڈویژن میں پاس ہونے والے کون ہیں۔ اس کے متعلق ایک حدیث عرض کرنا چاہتا ہوں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ یَمُرُّ النَّبِیُّ وَمَعَہُ الرَّجُلُ وَالنَّبِیُّ وَمَعَہُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِیُّ وَمَعَہُ الرَّھْطُ وَالنَّبِیُّ وَلَیْسَ مَعَہٗ اَحَدٌ فَرَاَیْتُ سَوَادًا کَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ یَّکُوْنَ اُمَّتِیْ فَقِیْلَ ھٰذَا مُوْسٰی فِیْ قَوْمِہٖ ثُمَّ قِیْلَ لِیْ اُنْظُرْ فَرَاَیْتُ سَوَادًا کَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِیْلَ لِیْ اُنْظُرْ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا فَرَاَیْتُ سَوَادًا کَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِیْلَ ھٰؤُلَاءِ اُمَّتُکَ وَمَعَ ھٰؤُلَاءِ

سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَھُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ھُمُ الَّذِیْنَ لَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَلَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَکْتَوُوْنَ وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ فَقَامَ عُکَّاشَۃُ بْنُ مُحْصِنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ قَالَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ مِنْھُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ قَالَ سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ

(متفق علیہ)

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا ایک روز رسول اللہ ﷺ نکلے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا پیش کی گئیں (یعنی دکھائی گئیں) مجھ پر امتیں (یعنی خواب یا حالت کشف میں) پس پیغمبروں نے اپنی امتوں کے ساتھ گزرنا شروع کیا۔ ایک نبی گزرا جس کے ساتھ ایک آدمی تھا۔ (یعنی صرف ایک تابع) اور ایک نبی گزرا جس کے ساتھ دو آدمی تھے اور ایک نبی گزرا جس کے ساتھ ایک جماعت تھی اور ایک نبی گزرا جس کے ساتھ ایک آدمی بھی نہ تھا۔ پھر میں نے ایک بڑی جماعت یا انبوہ کو دیکھا جو آسمان کے کناروں میں بھری ہوئی تھی۔ (اس کی زیادتی کو دیکھ کر) میں نے یہ امید باندھی

کی کہ یہ میری امت ہوگی۔ لیکن مجھے بتایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا دیکھ، میں نے ایک بڑے انبوہ کو دیکھا جس سے آسمان کے کنارے معمور تھے۔ پھر مجھ سے کہا گیا دائیں بائیں دیکھ۔ میں نے ایک بڑے انبوہ کو دیکھا جس سے آسمان کے کنارے معمور تھے پھر مجھ سے کہا گیا دائیں بائیں دیکھ۔ میں نے ایک بڑے انبوہ کو پہلوؤں میں پایا۔ جو آسمان کے کناروں تک پھیلے ہوئے تھے۔ پھر مجھ سے کہا گیا یہ تیری امت ہے۔ اور ان کے علاوہ ستر ہزار اور ہیں جو بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ تو شگون لیتے ہیں اور نہ منتر پڑھواتے ہیں۔ اور نہ اپنے جسم پر داغ لیتے ہیں۔ اور صرف خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (یہ سن کر) عکاشہ ؓ بن محصن (صحابی) کھڑے ہوئے اور عرض کیا دعا فرمایئے۔ "خداوند تعالیٰ ان لوگوں میں مجھ کو شامل کر دے" آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ اس کو ان میں سے ایک کر دے۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا عرض کیا میرے لیے بھی دعا فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھ پر عکاشہ ؓ سبقت لے گیا۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ بعض کھوٹی قسمت والی ایسی امتیں بھی گزری ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام آئے مگر ایک شخص کو بھی ہدایت نہ ہوئی۔ انبیاء علیہم السلام کی آمد سے یہ فائدہ ہوا کہ ان کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف اتمام حجت ہوگیا۔ وہ قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکیں گے۔

رَبَّنَا مَا جَآءَنَا مِنْ نَّذِيْرٍ

ترجمہ : اے ہمارے رب ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔

میں کہا کرتا ہوں کہ اگر میرے دل میں اخلاص ہے تو میرا ایک ایک منٹ کامیاب ہے۔ خواہ ایک شخص کو بھی ہدایت نہ ہو۔ میرا دل تو چاہتا ہے کہ سب کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ مجھ کو اس کا دکھ بھی ضرور ہے لیکن میں کامیاب ہوں۔ اور خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے لاہوریوں کو میری بات سننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس طرح کاشتکار اگر سو بیگھے زمین کاشت کرے اس کا دل تو چاہتا ہے کہ سو بیگھے ہی پھلیں پھولیں۔ اگر سو میں سے ایک بیگھ بھی خشک رہ گیا تو اس کو

ضرور دکھ ہو گا۔

جو حدیث شریف میں نے پیش کی ہے اس میں اصل چیز یہ ہے کہ حضور ﷺ کی امت میں سے ستر ہزار بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ شرف کسی پیغمبر کی امت کو نصیب نہیں ہوا۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اربوں سنکھوں جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ دوسروں کے پیشوا ہوں گے۔ مثلاً" شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ سے علم حدیث لائے ہیں۔ اس وقت سے لے کر اب تک ہندوستان میں علم حدیث کی درس و تدریس ان ہی کا فیض ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ پانچویں صدی ہجری کی پیداوار ہیں۔ طریقت میں قادری خاندان ان کی طرف منسوب ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پہلی صدی ہجری کی پیداوار ہیں۔ مذاہب اربعہ میں سے وہ حنفی مذہب کے بانی ہیں۔ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت عامہ عطا فرمائی ہے۔ ان کے متبعین کی تعداد کا صحیح اندازہ ہم کر ہی نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ ان کی کتنی تعداد ہے۔ انشاء اللہ ان کا فیض قیامت تک جاری رہے گا۔ قرآن مجید

میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر شخص کو اپنے امام کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں بلایا جائے گا۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ج

(سورۃ بنی اسرائیل رکوع نمبر ۸ پارہ ۱۵)

ترجمہ : جس دن ہم ہر فرقے کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو یہ درجہ نصیب فرمائیں۔ آمِيْنَ يَا اِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ۔ اگر ہر مسلمان باطل کے مقابلہ میں ایک تنکا بن کر کھڑا ہو جائے تو باطل کی اشاعت رک سکتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ پانی کی رو میں اگر کسی وجہ سے ایک تنکا بھی کھڑا ہو جائے تو باقی تنکے اس کی وجہ سے رک جاتے ہیں۔ اور صاف پانی آگے نکل جاتا ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے دائرہ میں امام بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ دل میں اخلاص ہو۔ اللہ تعالیٰ تو دل کو دیکھتے ہیں کہ یہ بندہ میرے لئے ہی تگ و دو کر رہا ہے۔ اخلاص کی تار اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ لاتی ہے۔ اخلاص کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ یہ کام تیرے لئے ہے اور غیر کے لئے نہیں۔ آج صبح ہی ایک شخص آیا تھا اس

نے کہا کہ ایک شخص نے مجھے ایک کنال زمین دی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس پر ایک کمرہ ہی بن جائے اس کی غرض یہ تھی کہ اس کام میں میری امداد کی جائے۔ میں نے اسے کہا کہ اگر اخلاص سے آپ ایک چھپر بنا کر بیٹھ جائیں گے تو اللہ جنگل میں منگل کر دیں گے۔ کسی نے کہا ہے۔

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ بادشمناں نظر داری

بلا حساب جنت میں داخل ہونے والے حضرات کی صفات ملاحظہ ہوں۔

1۔ پرندوں سے فال نہیں لیتے تھے۔ ہندوؤں میں یہ دستور ہے کہ سفر کے لئے جب گھر سے نکلتے ہیں۔ اگر پہلے کوا نظر پڑ جائے واپس آجاتے ہیں اس کو وہ شگون بد سمجھتے ہیں۔

2۔ جھاڑ پھونک نہ کرتے تھے۔

3۔ داغ نہیں دیتے تھے۔ بلوچستان میں ہر بیماری کا علاج ہی داغ دینا سمجھا جاتا ہے۔ عرب میں بھی یہی طریقہ علاج رائج ہوگا۔ یہ حضرات ظاہری اسباب میں ہاتھ نہیں ڈالتے تھے۔ اگر قیمتی دواؤں، ڈاکٹروں اور اطباء کی کوشش پر شفاء کا انحصار

ہوتا تو بادشاہ اور دولت مند کبھی نہ مرتے۔ اصل میں شفاء اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ دوا تو مریض کی توجہ مرض سے ہٹانے کے لئے ہوتی ہے۔ جس طرح بچے کی آنکھیں دکھتی ہوں تو ماں چاکو ڈالتی ہے۔ بچہ جب درد سے روتا ہے تو وہ زنجیر کھٹکھٹاتی ہے۔ اور بچہ چپ ہو جاتا ہے۔ دوا طبیعت کو بہلانے کا ذریعہ ہے۔ شفا تو اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر موقوف ہے۔ یہ حضرات ظاہری اسباب میں ہاتھ نہیں ڈالتے یہ خواص کا درجہ ہے۔ ہم سب چھوٹے درجہ میں ہیں۔

انبیاء علیہم السلام متوکلین کے بھی امام ہوتے ہیں۔ وہ بعض اوقات اپنے درجہ سے نزول فرما کر علاج کرواتے ہیں۔ تاکہ امت کے عام افراد کے لئے نمونہ بن سکیں۔

توکل کے بھی کئی درجے ہیں۔ میں نے جو درجہ عرض کیا ہے وہ بہت اونچا ہے۔ اس کو نصب العین بنا کر اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کے لئے کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِیْنَ یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ۔ جس طرح ایک طالب علم جب فرسٹ ڈویژن کے لئے محنت کرے گا اگر فرسٹ ڈویژن نہ آیا سیکنڈ ڈویژن تو آہی جائے گا۔ اسی طرح اگر ہم

اعلےٰ درجہ کے لئے کوشش کریں گے اگر اعلیٰ درجہ نہ ملا اس کے قریب قریب درجہ انشاء اللہ مل ہی جائے گا۔

۲۳ رجب المرجب ۷۷ ۱۳ھ بمطابق ۱۳ فروری ۱۹۵۸ء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى اَمَّا بَعۡدُ آج کا عنوان ہے

اسلام تین طرح کی صفائی پر زور دیتا ہے

(۱) ظاہر کی صفائی (۲) حواس ظاہری کی صفائی (۳) باطن کی صفائی

آج دنیا میں زندہ مذہب فقط اسلام ہے۔ اسلام کی تعلیمات کا منبع قرآن مجید ہے۔ جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ○

(سورہ الحجر رکوع نمبر ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ : ترجمہ ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے۔ اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

باقی کسی مذہب کے پاس آسمانی کتاب موجود نہیں ہے۔ نہ عیسائیوں کے پاس انجیل ' نہ یہود کے پاس تورات اور نہ

ہنود کے پاس وید محفوظ ہیں۔ اس لئے موجودہ زمانہ میں صرف اسلام ہی دربار الٰہی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اسلام کی تعلیمات کو اپنا حال بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ظاہر کی صفائی

تینوں قسم کی صفائی میں ظاہری صفائی تھرڈ کلاس ہے۔ جس کو طہارت کہتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بدن اور کپڑے پاک ہوں۔ اسلام اس پر بھی زور دیتا ہے۔ اور کسی قوم میں اس کو ضروری قرار نہیں دیا گیا۔ انگریز کو عام طور پر علمبردارِ تہذیب سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس کے ہاں طہارت ضروری نہ تھی۔ وہ تو پاکستان سے چلا گیا مگر اپنے نمائندے چھوڑ گیا ہے پہلے انگریز جج اور مجسٹریٹ ہوتے تھے اب اس کے نمائندے جج اور مجسٹریٹ ہیں۔ وہ بھی پیشاب کھڑے ہو کر کرتا تھا یہ بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں نہ وہ ڈھیلا اور پانی استعمال کرتا تھا اور نہ یہ استعمال کرتے ہیں۔ پیشاب کے قطرات سے دونوں کی رانیں اور پتلونیں پلید رہتی ہیں۔ کسی حیوان کے فضلہ میں اتنی بدبو نہیں ہوتی جتنی کہ انسان

کے فضلہ میں ہوتی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان نے محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی چھوڑ کر انگریز کو اپنا رہبر بنا لیا ہے۔ ان میں طہارت ہے ہی نہیں۔ حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَاٰنِى النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبُوْلُ قَائِمًا فَقَالَ يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ

(رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

ترجمہ : حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ میں کھڑا ہوا پیشاب کر رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ لیا۔ پس آپ نے فرمایا اے عمر ؓ کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو۔ (حضرت عمر ؓ کہتے ہیں) اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

دوسرا ارشاد نبوی ﷺ ملاحظہ ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِىْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ

لَا یَستَنزِہُ مِنَ البَولِ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمشِی بِالنَّمِیمَۃِ

(متفق علیہ)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (ایک مرتبہ) دو قبروں کے پاس سے گزرے پس آپ ﷺ نے فرمایا۔ ان دونوں قبر والوں پر عذاب کیا جارہا ہے۔ اور کسی بڑی چیز پر عذاب نہیں کیا جارہا۔ ان میں سے ایک تو پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا۔

(2) حواس ظاہری کی صفائی

اس کے معنی یہ ہیں کہ اعضاء گناہ سے پاک ہوں۔ آنکھ زنا سے ‘ زبان غیبت اور گلہ سے ہاتھ کسی پر ظلم کرنے سے انگریز کے ہاں حواس ظاہری کی صفائی کا تو نام و نشان بھی نہیں ہے۔ وہ ڈانس کھیلتا ہے جس میں دوسروں کی بیوی کو بغل میں لے کر ناچتا ہے۔ شراب پیتا ہے ‘ اور زنا کرتا ہے۔ اسلام ان سب چیزوں سے سختی کے ساتھ روکتا ہے۔ حواس ظاہری سے جو گناہ کریں گے وہ فی اول الحال جہنم میں جائیں گے۔ اس کے بعد اگر ایمان سلامت ہے تو سزا بھگتنے کے بعد

حضور ﷺ کی شفاعت سے جہنم سے نکل آئیں گے۔

زبان و شرم گاہ کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عَنْ سَھْلِ ابْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ یَّضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لِحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ

(راوی البخاری)

ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ سے اس کا عہد کرے کہ وہ اپنے دونوں کلوں کے درمیان والی چیز (زبان) اور اپنے دونوں پاؤں کی درمیانی چیز (شرمگاہ) کی حفاظت کرے گا تو میں اس کے لئے جنّت کا ذمہ دار ہوں گا۔

یہ اعضاء کی صفائی ہے۔ ظاہر کی صفائی کی طرح اعضاء کی صفائی بھی کسی قوم میں نہیں ہے۔ اگر انسان کے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہو تو اس کا گناہوں سے بچنا ناممکن ہے۔ اعضاء ہی گناہ کا منبع ہیں۔ اسلام ان پر کڑی نگرانی کا حکم دیتا ہے۔

(3) باطن کی صفائی

اس کے معنی یہ ہیں کہ دل حسد، کبر، عُجب اور باقی امراضِ روحانی سے پاک ہو۔ بدن اور اعضاء کی پاکیزگی اور چیز ہے۔ اور دل کی پاکیزگی اور چیز ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَ لٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پہلے دل کو دیکھتے ہیں۔ اور پھر دل کے مطابق عمل کی جزا دیتے ہیں۔

سب سے زیادہ مہلک دل کی بیماریاں ہیں۔ دل اگر کفر، شرک، عجب، حسد، کبر وغیرہ سے پاک ہو جائے تو خدا کا خوف اور نیکی کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ

مسلمان کا ظاہر بھی پاک ہو اور باطن بھی پاک ہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو تینوں قسم کی صفائی کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن یَا اِلٰهَ الْعَالَمِیْنَ

یہ باتیں نہ چیف جسٹس اور نہ چیف کمشنر نہ چیف سیکرٹری کے دفاتر میں نہ عدالتوں میں اور نہ سکولوں اور کالجوں میں سنائی جاتی ہیں۔ یہ باتیں مسجد میں سنائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو سدا اپنے دروازے پر لائے۔ گھوٹ کر اور گھول کر کوئی نہیں پلاتا۔ آنے جانے بیٹھنے اور سننے سے آہستہ آہستہ رنگ چڑھ جاتا ہے۔ آنے جانے میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ وہ کچھ دیتے ہیں جو اور کہیں نہیں ملتا۔ بندہ اپنی شان کے مطابق قدم اٹھاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اجر عطا فرماتے ہیں۔ اگر تینوں قسم کی صفائی حاصل ہو جائے تو ایسا شخص مرحوم اور مغفور ہوتا ہے۔ اسے زمین بھی کہے گی (هٰذَا مَغْفُوْرٌ)۔ نیک و بد کا زمین کو بھی احساس ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ مرتا ہے تو زمین اس سے کہتی ہے کہ میری پیٹھ پر جتنے رہنے والے تھے تو مجھے ان سب سے پیارا

لگتا تھا۔ آج دیکھو میں تمہارے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہوں۔

اس لئے حضور ﷺ فرماتے ہیں زمین نگاہ کی دوری تک اس کے لئے کشادہ ہو جاتی ہے۔ نیک آدمی کی موت پر زمین بھی روتی ہے اور آسمان بھی روتے ہیں۔

کسی اللہ والے نے کہا ہے۔

اَنْتَ الَّذِیْ وَلَدَتْکَ اُمُّکَ بَاکِیًا
وَالنَّاسُ حَوْلَکَ یَضْحَکُوْنَ سُرُوْرًا
فَاحْرِصْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا تَکُوْنُ بَکُوْا
مُسْتَبْشِرًا ضَاحِکًا مَسْرُوْرًا

ترجمہ : تُو تو وہ ہے جب تیری ماں نے تجھے جنا تھا تو تُو رو رہا تھا اور تیرے اِرد گرد لوگ مسرت سے ہنس رہے تھے پس ایسے اعمال کی خواہش کر کہ (جب تیری موت کے وقت) لوگ سب روتے ہوں تو تُو خوشی سے ہنستا ہو۔

اس قسم کے انسانوں کے لئے موت کے وقت ملائکہ عظام اللہ کی طرف سے پیغام بشارت لے کر آتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ

الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

(سورہ حم السجدہ رکوع نمبر ۴ پارہ ۲۴)

ترجمہ : بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

ادھر موت کا وقت آیا اور سکرات طاری ہوئی اور ادھر فرشتے خوشخبری لے کر آئے۔ خوف مستقبل کے لئے اور حزن ماضی کے متعلق ہوتا ہے۔ گویا کہ اس قسم کے لوگوں کو نہ سابقہ اعمال کا غم ہو گا اور نہ مستقبل کا خوف ہو گا۔

مل بیٹھنے سے آہستہ آہستہ رنگ چڑھ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو، قرآن مجید کی تعلیم اور اللہ والوں کی صحبت نصیب ہو تو انسان کو تینوں قسم کی صفائی میسر ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو تینوں قسم کی صفائی نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

لگتا تھا۔ آج دیکھو میں تمہارے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہوں۔ اس لئے حضور ﷺ فرماتے ہیں زمین نگاہ کی دوری تک اس کے لئے کشادہ ہو جاتی ہے۔ نیک آدمی کی موت پر زمین بھی روتی ہے اور آسمان بھی روتے ہیں۔

کسی اللہ والے نے کہا ہے۔

اَنْتَ الَّذِیْ وَلَدَتْکَ اُمُّکَ بَاکِیًا
وَالنَّاسُ حَوْلَکَ یَضْحَکُوْنَ سُرُوْرًا
فَاحْرِصْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا تَکُوْنُ بَکُوْا
مُسْتَبْشِرًا ضَاحِکًا مَسْرُوْرًا

ترجمہ : تُو تو وہ ہے جب تیری ماں نے تجھے جنا تھا تو تُو رو رہا تھا اور تیرے اِرد گرد لوگ مسرّت سے ہنس رہے تھے پس ایسے اعمال کی خواہش کر کہ (جب تیری موت کے وقت) لوگ سب روتے ہوں تو تُو خوشی سے ہنستا ہو۔

اس قسم کے انسانوں کے لئے موت کے وقت ملائکہ عظام اللہ کی طرف سے پیغام بشارت لے کر آتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ

الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○

(سورہ حم السجدہ رکوع نمبر ۴ پارہ ۲۴)

ترجمہ : بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

ادھر موت کا وقت آیا اور سکرات طاری ہوئی اور ادھر فرشتے خوشخبری لے کر آئے۔ خوف مستقبل کے لئے اور حزن ماضی کے متعلق ہوتا ہے۔ گویا کہ اس قسم کے لوگوں کو نہ سابقہ اعمال کا غم ہوگا اور نہ مستقبل کا خوف ہوگا۔

مل بیٹھنے سے آہستہ آہستہ رنگ چڑھ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو، قرآن مجید کی تعلیم اور اللہ والوں کی صحبت نصیب ہو تو انسان کو تینوں قسم کی صفائی میسر ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو تینوں قسم کی صفائی نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

۳۰ رجب المرجب ۷۷ ۱۳ھ بمطابق ۲۰ فروری ۱۹۵۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ مجھ سے جو کہلواتے ہیں دعا کریں کہ وہ مجھے اور آپ کو ویسا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ آج کا عنوان ہے۔

دنیا میں سب سے مشکل کام انسانوں کو صحیح معنوں میں انسان بنانا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

(سورہ الذاریٰت رکوع نمبر ۳ پارہ ۲۷)

ترجمہ : اور ہم نے ہی ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا۔ تاکہ تم غور کرو۔

یعنی ہر چیز اصل کے ساتھ نقل، کھرے کے ساتھ کھوٹا موجود ہے۔ انسانوں میں بھی بعض کھرے اور کھوٹے ہوتے ہیں۔ کھوٹے اور نقلی انسانوں کی ہمیشہ اکثریت رہی ہے۔ کھرے انسان ہمیشہ کم رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ

کو کھرا انسان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

دنیا میں جتنے کام ہیں سب کے کرنے والے کاریگر اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ مثلاً" بڑھئی' لوہار' روئی دھننے والے' کمہار' درزی' وغیرہ سب موجود ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کا کام آسان ہے۔ سب سے مشکل کام انسان بننا یا بنانا ہے۔ انسان بنانے والے انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں ان کی دنیا میں نظیر نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ان کو صفات حمیدہ سے متصف بنا کر دنیا میں بھیجتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ وہ دیانت' شرافت' للّٰہیت' خوفِ خدا اور دیگر صفاتِ حمیدہ میں اپنی نظیر آپ ہوتے ہیں۔ وَ اَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ (سب سے زیادہ خداشناس) اَتْقَى النَّاسُ (لوگوں میں سب سے زیادہ خدا ترس) اَزْهَدُ النَّاسُ (لذائذ دنیوی میں سب سے زیادہ بے رغبت) اَقْرَبُ اِلَى اللّٰهِ (سب سے زیادہ اللہ کے قریب) اَشْرَفُ الْخَلْقُ (سب سے زیادہ شرافت پناہ) ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا فرماتے ہیں۔ دنیا میں معصوم ہی رکھتے ہیں اور معصوم ہی دنیا سے اٹھاتے

ہیں۔ غرضیکہ سب سے پاکیزہ ترین ہستیوں کو انسانوں کو انسان بنوانے کے لئے بھیجتے ہیں۔ دوسرے کام کرنے والے کاریگروں کے لئے ان صفاتِ حمیدہ سے متصف ہونا ضروری نہیں۔ اونٹ، گھوڑا، ہاتھی، شیر وغیرہ سب منہ زور حیوان ہیں۔ اور انسان سے بہت زیادہ طاقتور ہیں۔ اونٹ کے ناک میں نکیل ڈالنا، گھوڑے کے منہ میں لگام دینا، شیر اور ہاتھی کو سدھانا یہ سب کام آسان ہیں۔ سب سے مشکل کام انسان کو انسان بنانا ہے۔

انسان کو انسان بنانے کے لئے آسمان سے ہدایات کا مجموعہ اللہ تعالیٰ نازل فرماتے ہیں۔ اور اس کے مطابق عمل کرکے انسان، انبیاء علیہم السلام بناتے ہیں۔ اور یہ بہت مشکل کام ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محنت سے ساری امت میں سے ان کے 12 حواری انسان بنے۔ نوح علیہ السلام کی 950 سالہ دن رات کی تبلیغ سے 70 یا 72 انسان بنے۔ آنحضرت ﷺ سید الانبیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پاک ہی پیدا کیا ہے لیکن مکّہ کے بگڑے ہوئے انسان آپ ﷺ پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں۔ کوئی آپ ﷺ کو ساحر کوئی

پاگل اور کوئی شاعر کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو تسلیاں دیتے ہیں۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ○ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ○ ج

(سورۃ القلم رکوع نمبر ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ : قلم کی قسم اور اس کی جو اس سے لکھتے ہیں۔ آپ اللہ کے فضل سے دیوانہ نہیں ہیں۔ اور آپ کے لئے تو بے شمار اجر ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ (الآية)

(سورۃ یاسین رکوع نمبر ۴ پارہ ۲۳)

ترجمہ : اور ہم نے اس (نبی) کو شعر نہیں سکھایا۔ اور نہ یہ اس کے مناسب ہی تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرعون اعلان کرتا ہے۔

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ج اَفَلَا

تُبۡصِرُوۡنَ ط ○ اَمۡ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ هُوَ مَهِيۡنٌ ○ وَّلَا يَكَادُ يُبِيۡنُ ○ فَلَوۡلَاۤ اُلۡقِىَ عَلَيۡهِ اَسۡوِرَةٌ مِّنۡ ذَهَبٍ اَوۡ جَآءَ مَعَهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ مُقۡتَرِنِيۡنَ ○

(سورۃ الزخرف رکوع نمبر ۵ پارہ ۲۵)

ترجمہ : اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرکے کہہ دیا۔ اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہہ رہی ہیں۔ پھر کیا تم نہیں دیکھتے کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں جو ذلیل ہے اور صاف بات بھی نہیں کرسکتا۔ پھر اس کے لئے سونے کے کنگن کیوں نہیں اتارے گئے یا اس کے ہمراہ فرشتے پرے باندھے ہوئے آئے ہوتے۔

اس بے ایمان کی نظر میں یہ نبی کی پہچان ہے۔

یہ بگڑے ہوئے انسان ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ستاتے ہیں۔ انسان جب بگڑتا ہے تو ایسا بگڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اس کی شکایت فرماتے ہیں۔

كَلَّاۤ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَيَطۡغٰٓى ○ اَنۡ رَّاٰهُ اسۡتَغۡنٰى ○

(سورۃ العلق رکوع نمبر ۱ پارہ ۳۰)

ترجمہ : ہرگز نہیں بے شک انسان سرکش ہو جاتا ہے جبکہ اپنے آپ کو غنی پاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ انسان کے سب سے بڑے محسن ہیں۔ اس کی عطا کردہ نعمتیں بے بہا بھی ہیں اور بے شمار بھی۔ فرماتے ہیں۔

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا (الآیۃ)

(سورہ ابراہیم رکوع نمبر ۵ پارہ ۱۳)

ترجمہ : اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کرسکو۔

یہ اس محسن سے سرتابی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو طرح طرح سے سمجھاتے ہیں کبھی اپنی نعمتیں یاد دلا کر اس کو راہ راست پر لانا چاہتے ہیں۔

فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ (الآیۃ)

(سورہ الاعراف رکوع نمبر ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ : سو اللہ کے احسان یاد کرو۔

کبھی گزشتہ تباہ شدہ قوموں کے واقعات سنا کر بغاوت کے نتائج سے ڈراتے ہیں۔

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ ط (الآیہ)

(سورہ ابراہیم رکوع نمبر۱ پارہ ۱۳)

ترجمہ : اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔

دراصل قرآن مجید ہی انسان کو انسان بناتا ہے۔ لیکن اس کا رنگ چڑھانے والے رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے دروازہ کے غلام جن کے دائیں ہاتھ میں قرآن مجید اور بائیں ہاتھ میں احادیث خیر الانام ﷺ ہو وہ قرآن مجید کا رنگ چڑھاتے ہیں۔ ان کو ہی اللہ والے یا صوفیائے عظام کہا جاتا ہے۔ تعلیم قرآن مجید اور چیز ہے۔ اور تزکیہ نفس اور چیز۔ قرآن مجید کے معلم علمائے کرام ہیں اور اس کا رنگ چڑھانے والے صوفیائے عظام۔ میں کہا کرتا ہوں کہ رنگ ہے قرآن۔

صِبْغَةَ اللَّهِ ج وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ز (الآیہ)

(سورہ البقرہ رکوع نمبر۱۶ پارہ ۱)

ترجمہ : اللہ کا رنگ، اللہ کے رنگ سے اور کس کا رنگ بہتر ہے۔

علمائے کرام اس رنگ کے رنگ فروش ہیں۔ اور

صوفیاء عظام اس کے رنگ ساز ہیں۔ رنگ فروش اور ہوتے ہیں اور رنگ ساز اور۔ اگر آپ اپنی پگڑی کو رنگ دینا چاہتے ہیں۔ تو رنگ فروش سے رنگ خرید کر رنگ ساز کو دیں گے تو وہ اس کے تار تار میں رنگ پہنچا دے گا۔ بعینہٖ اسی طرح علمائے کرام آپ کو قرآن مجید کا رنگ تو دے دیں گے یعنی وہ اس کے معانی اور مطالب تو سمجھا دیں گے لیکن اس قال کو حال بنانے کے لئے صوفیائے عظام کی ضرورت ہے۔ وہ اپنی صحبت میں بٹھا کر قرآن مجید کا رنگ چڑھاتے ہیں۔ بعض حضرات جامع بھی ہوتے ہیں اور دورہ تفسیر پڑھنے کے لئے جن علمائے کرام کو اللہ تعالیٰ میرے پاس بھجواتے ہیں میں ان سے کہا کرتا ہوں کہ آپ علم دین سمجھ کر آئے ہیں دیندار بن کر نہیں آئے۔ یعنی دین کا رنگ اپنے اوپر چڑھا کر نہیں آئے۔ اس کے لئے کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر تربیت کرانے کی ضرورت ہے۔ تربیت کے بغیر نہ عوام اور نہ علمائے کرام روحانی امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ روحانی امراض ہی تو علمائے کرام کے سارے جھگڑوں کا سبب ہیں۔ امراض روحانی سے شفا نہ ہوئی تو عوام کی طرح علماء کی قبریں

بھی جہنم کا گڑھا ہوں گی۔ عالم قبر کے حالات ان آنکھوں سے نظر نہیں آتے اس کے لئے باطن کی آنکھوں کی ضرورت ہے۔ باطن کی آنکھوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ

(سورہ الحج رکوع نمبر ۶ پ ۱۷)

ترجمہ : پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔

دل کا بینا لاہور میں ایک لاکھ میں ایک بھی نہیں ہے۔ لاہور کی آبادی بعض کی رائے میں 17 لاکھ ہے بعض 14 لاکھ بتاتے ہیں اگر 14 لاکھ میں 14 دل کے بینا ہوتے تو لاہور روشن ہو جاتا۔ نہ کفر رہتا نہ شرک رہتا اور نہ بدعات رہتیں۔ یہ قحط الرجال اس لئے ہے کہ لاہوریوں کو اللہ والوں کی ضرورت نہیں۔ انہیں تو شراب کی دکانوں اور سینما کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ہاں اپنے اولیائے کرام کو بھجوا کر ان کی توہین کرا کر لاہور کو غرق کرنا نہیں چاہتے۔ اللہ والوں کی توہین سے اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے۔ اس کے

متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

(الحدیث رواہ البخاری)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص نے میرے دوست کو اذیت دی میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔

انسان وہ ہے جس کے ہر عضو سے خیر ٹپکے۔ ہر انسان انسان نہیں ہوتا۔ انسانیت کا سائز یہی ہے۔ انسانیت اگر آئے گی تو اسی سائز میں آئے گی۔ بھیڑ، بکری یا کسی اور سائز میں نہیں آئے گی۔ جس طرح عطر فروش عطر شیشی میں ہی دے گا۔ ہتھیلی یا پڑیہ میں نہیں دے گا۔ اس انسانیت کے ڈھانچہ میں ہر شخص انسان نہیں ہوتا۔ اللہ والوں کو نظر آتا ہے کہ کوئی سور، کوئی کتا، کوئی بھیڑیا ہے۔ میں نے اس قسم کے دو اللہ والے لاہور میں دیکھے ہیں ان کو یہ نعمت نصیب

تھی۔ اور انہوں نے مجھ سے خود فرمایا کہ آدمیوں میں سے ہمیں کوئی سؤر، کوئی کتا اور کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے۔ ان میں سے ایک کا انتقال ہو چکا ہے۔ میں نے لاہوریوں کو کبھی اللہ والوں کا پتہ نہیں بتلایا۔ یہ ان کو ستاتے ہیں۔ جو ان کی لڑکی یا لڑکے کو اگر بی اے پاس کروا دے وہ ولی۔ اگر وہ فیل ہو جائے تو وہ ولی نہیں۔ میرے حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ لاہور تشریف لائے۔ بہت دوستوں نے مجھ سے کہا کہ وقت لے دیجئے۔ کچھ عرض کرنا ہے۔ میں نے ایک دن مغرب کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو تالاب کی مغربی جانب بٹھایا۔ خود چھوٹی مسجد کے دروازہ میں کھڑا ہو گیا۔ ایک ایک کو بھیجتا گیا۔ سب باری باری عرض کر کے اور جواب لے کر آتے گئے۔ دوسرے دن حضرت نے مجھ سے شکایت فرمائی کہ سب دنیا کی حاجتیں لے کر آئے صرف ایک شخص نے اللہ کا نام پوچھا۔ یہ یاد رکھئے کہ ان سے اگر دنیا کی حاجت کے متعلق کچھ عرض کیا جائے تو اس سے اللہ والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام پوچھا جائے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو انسان بنا کر اس جہان سے اٹھائے۔ آمِین یَا اِلٰہَ الْعَالَمِین

۷ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ بمطابق ۲۷ فروری ۱۹۵۸ء

اصلاح باطن کے طالب کے لئے ایک درجہ ایسا آتا ہے جہاں وہ خود اپنی اصلاح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

اصلاح باطن کے لئے کسی ہادی کی ضرورت ہے۔ ہادی کے لئے پہلی شرط ہے کہ وہ متبع سنت ہو۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اگر ایک شخص ہوا میں اڑتا ہوا نظر آئے۔ قبلہ عالم کہلائے لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے۔ اگر اس کا مسلک خلاف سنت ہے تو اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے۔ اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اور اگر ہو جائے تو اس کو توڑنا فرض عین ہے۔ ورنہ خود بھی جہنم میں جائے گا اور تمہیں بھی ساتھ لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو ایک ہی راستہ محبوب ہے۔ اور وہ ہے رسول اللہ ﷺ کی سنت کا راستہ۔ جو حضور ﷺ کا نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کبھی محبوب نہیں ہو سکتا۔

خلاف پیغمبر کسے رہ گزید

کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

میں عرض کر رہا تھا کہ اصلاح باطن کے طالب کے لیے ایک درجہ ایسا آتا ہے کہ طالب خود بخود اپنی اصلاح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ "اللہ ھُو" کا پاک نام لینے والے کے لیے عجائبات کے ایسے دروازے کھلتے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں ساری دنیا کے خزانے ہیچ نظر آتے ہیں۔ جس کو اس کی لذت حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس سے کہیں کہ اے میرے بندے تو ساری دنیا کے خزانے لے لے اور یہ لذت واپس دیدے تو وہ عرض کرے گا کہ اے اللہ یہ نعمت میرے پاس ہی رہنے دے اور دنیا کے خزانے کسی اور کو عطا فرما دے۔ طالب صادق اپنی اصلاح پر خود بخود مجبور ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کو راستہ پر چلانے والا ہادی مل جائے۔ جو اس لائن پر نہ چلے وہ مجبور نہیں ہوتا۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا جامعیت میں کوئی ہم پلہ نہیں۔ ہند و پاکستان میں تو ان کی نظیر نہیں ملتی۔ باقی دنیا کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا۔ شاہ صاحب نے اپنی کتاب "حُجَّةُ اللّٰهِ الْبَالِغَة" میں احکام شرعیہ کے رموز و

اسرار بیان فرمائے ہیں۔ اس کتاب کے ایک باب میں فرماتے ہیں کہ انسان کے اعمال کا اس سے چار قسم کا تعلق ہے۔

1۔ اِنْبِعَاثُ النَّفْسِ : (انبعاث کے معنی ہیں اٹھنا) یعنی نفس کام کا ارادہ کر کے اٹھتا ہے۔

2۔ عَوْدُ اِلَی النَّفْسِ : اس کے معنی یہ ہیں کہ عمل کا اثر لوٹ کر آتا ہے۔ جس کو آپ انگریزی میں RE-Action کہتے ہیں۔ مثلاً "گھر میں آپ نے ایک سانپ دیکھا اور اس کو مارنے کا ارادہ کیا یہ انبعاث النفس ہے۔ لاٹھی لے کر اس کو مار دیا اس کے بعد طبیعت میں چین آگیا یہ سکون "عود الی النفس" ہے۔

3۔ تَشَبُّثُ بذیل النفس : یعنی عمل کا اثر اس پر آ کر جم جاتا ہے۔

4۔ اِحْصَاءُ النَّفْسِ : یعنی نفس اس اثر کو محفوظ رکھتا ہے۔ ایک مثال عرض کرتا ہوں جس سے آپ سمجھ جائیں گے۔ ایک بچہ لکھنا شروع کرتا ہے۔ پہلے وہ ٹیڑھا الف لکھتا ہے آہستہ آہستہ ٹیڑھا پن کم ہوتا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد وہ سیدھا لکھنے لگتا ہے۔ اگر عمل کا اثر باقی رہنے والا نہ ہوتا تو یہ

بچہ سو سال تک بھی ٹیڑھا ہی الف لکھتا رہتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ کی انگلیاں ہر مرتبہ لکھنے سے کچھ اثر مزید لیتی ہیں تھوڑے عرصہ بعد یہی بچہ کاتب بن جاتا ہے۔ ہر کام میں یہی ہوتا ہے۔ کسی اللہ والے نے کہا ہے۔

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

انسان جو کام کرتا ہے اس کا اس پر اثر پڑتا ہے۔ اگر "اللہ ہو" کے پاک نام کی برکت سے طبیعت میں لطافت پیدا ہوگئی تو ہر کام کے اثر کو محسوس کرے گا۔ اس کے بغیر نانا' پڑنانا' دادا' پڑدادا بن جائے لیکن پھر بھی بے سمجھ ہوگا۔ گناہ کرے گا سزا ملے گی۔ مگر یہ احساس نہیں ہوگا کہ یہ میرے فلاں گناہ کی شامت ہے۔ جیسے ایک چھوٹا سا بچہ ماں کا نقصان کرتا رہتا ہے اگر ماں تیز مزاج ہے تو ہر وقت مارتی رہتی ہے۔ وہ مار کی چوٹ کے درد کی وجہ سے روتا ہے۔ لیکن ماں کے نقصان کو محسوس نہیں کرتا۔ چھوٹے بچہ کو ٹانگیں لگ جاتی ہیں مگر عقل نہیں ہوتی۔ بچہ بندر کی طرح نقال ہوتا ہے۔ جو ماں کرتی ہے وہی کرنے کی کوشش کرتا ہے مثلاً" ماں نے چولھے

پر ہنڈیا رکھ کر آگ جلادی۔ ماں دوسری طرف گئی تو اس نے دو تین لکڑیاں اور لگا دیں۔ جس سے ہنڈیا جل گئی۔ اس نے مارا اور یہ رونے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ماں نے چائے کے لئے دودھ منگایا اس نے گلاس اٹھانے کی کوشش کی اور وہ گر گیا۔ ماں نے پھر مارا اور یہ رونے لگا۔ گویا کہ اس طرح سارا دن نقصان کرتا ہے اور مار کھاتا ہے۔ یہی حال انسان کا ہے یہ گناہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ سزا دیتے ہیں۔ اگر ہادی کی صحبت میں تربیت ہو جائے تو مڑ کر دیکھتا ہے کہ کسی گناہ کی سزا ملی ہے۔ پھر اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ نیکی کا اجر اور گناہ کی سزا فوراً" ملتی ہے۔ اگر تربیت یافتہ نہ ہو تو کچھ نہیں سمجھتا کہ کس گناہ کی سزا ملی ہے۔ عوام کا یہی حال ہے۔ تربیت یافتہ محسوس کرتا ہے۔ (مثلاً" ایک رشوت خور نے دعوت کی دعوت کھا کر آئے تو "اللہ ہو" کی لذت سلب ہوگئی) تربیت یافتہ تو اس کو محسوس کرے گا اور توبہ کرے گا آئندہ اس کا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ گناہ سے کنکشن کٹ جاتا ہے توبہ کرلی اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی تو پھر جڑ جائے گا۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں

ایں خیال است محال است جنوں

نیکی کے سرور اور گناہ کی سزا کو تربیت یافتہ محسوس کرتا ہے لیکن باطن کا اندھا محسوس نہیں کرتا۔ اس درجہ پر پہنچ کر تربیت یافتہ خود بخود چلنے لگتا ہے۔ دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن دعا اور رہنمائی ہادی کی ہوتی ہے۔

عمل کا اثر فوراً انسان پر پڑتا ہے۔ اور نفس فوراً اس اثر کو لیتا ہے اور محفوظ کر لیتا ہے۔ جس طرح جمالگوٹہ کا سفوف استعمال کرنے کے بعد فوراً طبیعت خراب ہونے لگتی ہے۔ اسی طرح حرام چیز کھانے سے فوراً اثر ہوتا ہے۔ اور طبیعت ایک سیکنڈ میں بدل جاتی ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے اور ادھر طبیعت میں بے چینی پیدا ہوگئی۔ تربیت یافتہ تو فوراً محسوس کرے گا۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں دو لفظ ہیں۔ "قبض" اور "بسط"، قبض کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ سے کنکشن کا کٹ جانا۔ اور بسط کے معنی ہیں جڑ جانا۔ سندھ کے ایک شخص کا واقعہ ہے کہ اس کی طبیعت پر جب قبض طاری ہوئی تو وہ درخت پر چڑھ گیا اور اللہ تعالیٰ سے کہنے لگا کہ راضی ہو جا ورنہ پھانسی لے کر مرتا ہوں۔ خدا کی قدرت

دیکھئے کہ قبض فوراً دور ہوگیا۔ باطن کے اندھوں کو قبض کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اس راستہ میں جو عجائبات سامنے آتے ہیں وہ عرض کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو اتنا نازک مزاج محبوب ہے کہ غیر اللہ سے اس کے تعلق جیسا ذرا سا نیا تعلق رکھنے سے بھی بگڑ جاتا ہے۔ لاہور میں ایک شخص اب بھی ہے اس کا کسی اللہ والے سے تعلق تھا۔ اللہ ہو کے پاک نام کی برکت سے اس کے دل میں ایک چراغ روشن تھا۔ اس نے مجھے خود بتلایا کہ ایک دفعہ میں پانی والے تالاب کی طرف سے سنہری مسجد کی طرف آرہا تھا کہ بازار میں ایک خوبصورت ہندو دوشیزہ پر نظر پڑی۔ نظر کا پڑنا تھا کہ چراغ بجھ گیا پھر آج تک نہیں جلا۔ حالانکہ اس شخص نے کوئی برائی نہیں کی۔ صرف نظر ہی پڑنے سے طبیعت میں کچھ خدشہ پیدا ہوا ہوگا۔ جس سے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگیا۔ اور وہ نور الٰہی کا چراغ بجھ گیا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے پاک نام کا ورد کرنے اور اس کے نتائج سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

۱۴ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ بمطابق ۶ مارچ ۱۹۵۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ کسی اللہ والے نے کہا ہے۔

چشم بند و گوش بند و لب بند
گر نہ بینی سر حق برما بخند

یہ اصلاح باطن کا نسخہ ہے۔ جو کسی اللہ والے نے بتلایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ آنکھ کو استعمال کرو اور نہ کان اور نہ زبان کو۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے نظر نہ آئیں۔ تو ہم پر ہنسنا کہ اس نے ہمیں غلط کہا تھا۔

آنکھ کی بندش

آنکھ کی بندش کا اللہ تعالیٰ نے بھی حکم دیا ہے۔

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ؕ

(سورہ النور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸)

ترجمہ: ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی

رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں۔

آگے عورتوں کو بھی حکم دیتے ہیں۔

وَ قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ وَ یَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ (الآیۃ)

(سورہ النور رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۸)

ترجمہ: اور ایمان والیوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔

آنکھ ہی برائی تک پہنچاتی ہے۔ اور یہی بدکاری کا موجب بنتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی بندش کا مردوں اور عورتوں دونوں کو حکم دیا ہے۔ بعض اوقات برائی کی ابتداء مرد کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات عورت کی طرف سے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ خطاب فرمایا ہے۔ آنحضور ﷺ "زانی مرد" اور "عورتوں" کو جہنم میں جلتے ہوئے دیکھ کر آئے ہیں۔

کان کی بندش

اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی آواز کان میں جانے نہ پائے۔ بعض اوقات سریلی آواز بدکاری کا ذریعہ بنتی ہے۔

عورت کی آواز سہانی ہو تو مرد کا دل چاہتا ہے کہ اس کو دیکھے۔
جس طرح اونٹ کی ناک میں نکیل ڈال دی جائے تو ایک چھوٹا سا بچہ بھی اس کو قابو کر لیتا ہے۔ اسی طرح شیطان لعین سریلی آواز کی نکیل ڈال کر مرد کو بدکاری کی طرف لے جاتا ہے۔ آج کل تو ریڈیو پر رنڈیوں کے گانے روز ہوتے ہیں۔ اور سب گھر بیٹھے ہوئے گانے سنتے ہیں۔ پاکستان ریڈیو سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد گانے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ تو اسلام کا مذاق اڑانا ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے پہلے کوئی بسم اللہ پڑھے اور پھر بدکاری شروع کر دے۔ یہ ریڈیو کی لعنت انگریز کی چلائی ہوئی ہے۔ جتنا وقت تم رنڈیوں کے گانے سنتے ہو اتنا وقت گناہ میں صرف ہوتا ہے۔ اور فرشتے تمہارے نامہ اعمال میں لکھ رہے ہیں۔ گزشتہ سال جب میں عمرہ کے لئے گیا تھا تو جس موٹر میں ہم مدینہ منورہ سے مکہ مُعَظَّمَہ کا سفر کر رہے تھے اس میں ریڈیو لگا ہوا تھا اور بدوی ڈرائیور ساری رات ریڈیو لگائے رکھتا تھا۔ ہم نے منع کیا تو کہنے لگا اس سے نیند نہیں آتی۔ یہ یورپ سے آئی ہوئی لعنت ہے۔ جو انگریز تمہارے گلے میں

ڈال گیا ہے۔ کبھی باجے اور کبھی گانے ہوتے ہیں۔ اس سے تو بہتر یہ تھا کہ کانوں میں شنوائی نہ ہوتی تاکہ تمہارے خلاف ڈائری تو نہ جاتی۔

زبان کی بندش

زبان سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر صبح جسم کے سارے اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کرتے اور کہتے ہیں کہ ہمارے معاملہ میں خدا سے ڈر۔ اس لئے کہ ہم تیرے ساتھ وابستہ ہیں۔ تو اگر ٹھیک رہے گی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے۔ اور تو کج روی اختیار کرے گی تو ہم بھی کجرو ہوں گے۔

حضور ﷺ کا دوسرا ارشاد ہے۔

عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمَنْ لِّيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ

(رواہ الترمذی)

ترجمہ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ سے اس کا عہد کرے کہ وہ اپنے دونوں کلوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور اپنے دونوں پاؤں کے درمیان والی چیز یعنی (شرمگاہ) کی حفاظت کرے گا تو میں اس کو جنت میں داخل کرانے کا ٹھیکہ لیتا ہوں۔

شرمگاہ کی حفاظت کے لئے قرآن مجید کی آیت پیش کر چکا ہوں۔ شرمگاہ اور زبان دونوں بڑی خطرناک چیزیں ہیں۔ ایک اور ارشاد نبوی ﷺ ملاحظہ ہو۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

(متفق علیہ)

ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

یہاں بھی زبان ہی کا ذکر ہے۔ آنکھ اور کان کی ترجمانی زبان کرتی ہے۔ دید کی آزادی سے ہی زنا کی اتنی کثرت ہے

کہ ایک محتاط رپورٹ کے مطابق لاہور میں پانچ ہزار پرائیویٹ زنا کے اڈے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان تینوں اعضاء کے اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی مرضی کے مطابق صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی وہ رحمتیں نازل ہوں گی کہ نہ دیدہ نہ شنیدہ (نہ کبھی دیکھی ہوں گی نہ کبھی سنی ہوں گی) اس لئے تو میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے ' نہیں ہوتے ' نہیں ہوتے۔ اور جن کو یہ موتی نصیب ہو جائیں ان سے اگر کہا جائے کہ زمین و آسمان کے خزانے لے لو۔ اور یہ ایک موتی دے دو تو وہ اس کو مہنگا سودا خیال کریں گے۔ یہ موتی قبر میں بھی ساتھ جائیں گے۔ میدان محشر میں بھی کام آئیں گے ان کی برکت سے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ اور آپ ﷺ کے حوض کوثر سے پانی پلایا جائے گا۔ اور دوزخ سے بچا کر جنّت میں پہنچا دیا جائے گا۔ یہ موتی زانیوں کو نہیں ملتے۔ ان کا تو رخ ہی بدلہ ہوا ہے۔ یعنی کعبہ سے ہٹ کر وہ یورپ کے راستہ پر چل رہے ہیں۔۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
ایں راہ کہ تومی روی بترکستان است

کعبے کا راستہ تو وہ ہے جو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے۔ ؎

چشم بند و گوش بند و لب ببند
گر نہ بینی سر حق برما بخند

حواس ظاہری کو اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کا پابند بنا دیا جائے تو اس کی رحمت کے وہ دروازے کھلتے ہیں جن کا ذکر میں اس مجلس میں کرنا نہیں چاہتا۔ اگر علماء کرام ہوں تو ایک گھنٹہ میں ان سے صاد کرا دوں گا کہ آپ نے ٹھیک کہا ہے۔

جس طرح پہلی قومیں انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرکے عذاب الٰہی کو دعوت دیتی تھیں۔

فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○

(سورہ الاعراف رکوع نمبر ۹ پارہ ۸)

ترجمہ : پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ لے آ اگر تو سچا ہے۔

پھر جب عذاب الٰہی آیا تو اس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ○ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ○ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ ○ ط

(سورہ الحاقہ رکوع نمبر ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ : اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی۔ (اگر تو موجود ہوتا) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا وہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

قوم عاد کے متعلق اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ ان جیسی مخلوق ہم نے پیدا ہی نہیں کی۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ○ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ○ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ○

(سورہ الفجر پارہ ۳۰)

ترجمہ : کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا جو نسل ارم سے ستونوں والے

تھے۔ کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا۔

اب نبی کریم ﷺ کے بعد پیغمبر کوئی نہیں آئے گا۔ آپ کے دروازہ کے غلام دعوت حق دیتے رہیں گے۔ لاہوری ان کی توہین کر رہے ہیں اور پہلی قوموں کی طرح عذاب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔ ان کے نزدیک مساجد میں "ملا" توہمات میں ڈوبے ہوئے افسانے پیش کرتے ہیں۔ خود حرامکاری کرتے ہیں۔ سینما دیکھتے ہیں۔ اور اسطرح اسلام کا منہ چڑا رہے ہیں۔ میں ان لوگوں سے کہتا ہوں کہ اگر آنکھ نیچی نہ رکھو گے تو شرمگاہ نہ بچ سکے گی۔ امراء کی بہو بیٹیاں بے دھڑک بے پردہ پھرتی ہیں۔ جاذبیت کے سامان بہم پہنچا کر ٹھنڈی سڑک، باغ جناح اور انارکلی میں غول کے غول پھرتی ہیں۔ پھر اخلاق کی جو حالت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو آنکھ کان اور زبان پر قابو رکھ کر دنیا میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

۲۱ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۳ مارچ ۱۹۵۸ء

اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ آج کا عنوان ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (الآیۃ)

(سورہ البقرہ رکوع نمبر ۲۰ پارہ ۲)

ترجمہ : اور ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں۔ جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیے۔ اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔

ایک درجہ تو یہ ہے کہ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کو عقیدتاً" مانا جائے۔ عقیدتاً" ماننے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ فرمائیں۔ وہ بھی ٹھیک اور جو رسول اللہ ﷺ فرمائیں وہ بھی ٹھیک۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ بصیرتاً مانا جائے۔ اور اسی کو شرح

صدر کہتے ہیں۔ نابینا دوسرے آدمی کی موجودگی کو عقیدتاً "مانتا ہے کہ فلاں شخص میرے سامنے بیٹھا ہوا باتیں کر رہا ہے۔ اس کے مقابلہ میں بینا دیکھ کر دوسرے کی موجودگی کو مانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اَشَدُّ حُبًّا" لِلّٰہِ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق اور بصیرتاً" ماننے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ آمِیْنَ یَآ اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ۔ جو ایماندار ہیں ان کے متعلق تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے رکھتے ہیں۔ لیکن اپنے بندوں کی اکثریت کے بارے میں شکایت فرماتے ہیں۔

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَ الْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○

(سورہ آل عمران رکوع نمبر ۲ پارہ ۳) زینت

ترجمہ : لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے کیا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونا چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کیے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی یہ دنیا

کی زندگی کا فائدہ ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے۔

اَشَدُّ اسم تفضیل مذکر کا صیغہ ہے۔ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ کے معنی ہیں کہ اس سے آگے محبت کا کوئی درجہ نہیں۔ یہ قاعدہ ہے کہ اَشَدُّ کے مقابلہ میں ضعیف فنا ہو جاتا ہے۔ اگر گیس کے سامنے ٹمٹماتا چراغ رکھیں گے تو اس کی روشنی بیکار ثابت ہوگی۔ سورج کی روشنی بہت تیز ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی روشنی روشنی ہی نہیں رہتی گیس کے لیمپ کی روشنی فنا ہو جاتی ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں رہے۔ اور باقی سب کی محبت اس کے مقابلہ میں فنا ہو جائے۔ خدا کرے کہ میرا اور آپ کا یہ حال بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط

(سورہ ابراہیم رکوع نمبر ۵ پارہ ۱۳)

ترجمہ : اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو۔

ہر نعمت کا منعم فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے ممنون احسان بھی فقط اسی کا ہونا چاہیے۔ چھوٹے بچے کو باپ سائیکل لے کر دیتا ہے۔ اس کو سائیکل بڑی پیاری ہے۔ لیکن

وہ ممنون احسان اباجی کا ہے۔ اسی طرح باپ نے کوٹ بنوا کر
دیا ٹوپی لے کر دی بوٹ لے کر دیئے۔ بچے کو یہ ساری چیزیں
پیاری ہیں۔ لیکن وہ ان سب کے لئے اباجی کا ہی ممنون
احسان ہے۔ اور اباجی سے ہی محبت رکھتا ہے اسی طرح اے
انسان سب نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ہی عطا فرمائی ہیں تو تمہیں
بھی فقط اللہ تعالیٰ کا ممنون احسان ہونا چاہئے علی کا مقولہ ہے

اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ

ترجمہ: انسان اپنے محسن کا غلام بن جاتا ہے۔

کسی اللہ والے نے کہا ہے

اَفَادَتْكُمُ النَّعْمَاءُ مِنِّیْ ثَلَاثَةً یَدِیْ وَ لِسَانِیْ وَ
ضَمِیْرُ الْمُحَجَّاءُ

ترجمہ: اے میرے محسن تیرے احسانوں نے میری تین
چیزیں تیری کر دی ہیں۔ میرا ہاتھ میری زبان اور میرے سینے
میں پوشیدہ دل بھی۔

مانا کہ بیوی بڑی پیاری ہے۔ اور بیٹے بڑے پیارے
ہیں لیکن ان کو پیدا کر کے کس نے ہمیں دیا۔ اگر والدین
بناتے تو نہ کوئی بے اولاد رہتا نہ کوئی بہرہ اندھا یا گونگا پیدا

ہوتا۔ یہ بے انتہاء نعمتیں جب اللہ تعالیٰ ہی نے دی ہیں تو
بے انتہاء محبت بھی اسی سے ہونی چاہئے۔ اگر یہ نکتہ حل ہو
جائے تو بیڑا پار ہو جائے۔ ہر چیز پیاری ہوگی لیکن حقیقی محبت
فقط اللہ تعالیٰ سے ہوگی۔ ادھر سے نظر ہٹ کر ادھر ہو جائے
گی اور یہی ہے۔ "واصل باللہ ہونا"

مقبولینِ بارگاہِ الٰہی کی کچھ صفات ہوتی ہیں کہ جن کی
وجہ سے ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجات ملتے ہیں۔ ورنہ
ظاہری شکل و صورت میں کافر اور مومن میں کوئی فرق
نہیں۔ فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کی ظاہری شکل اور
صورت تو یکساں تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کی بھی دو آنکھیں '
دو ہاتھ ' دو پاؤں تھے۔ لیکن اندرونی صفات کے لحاظ سے موسیٰ
علیہ السلام اولوالعزم انبیاء علیہم السلام میں شمار ہوتے ہیں۔
اور فرعون مردودِ بارگاہ الٰہی ہے۔ صرف خیالات یعنی صفات کا
فرق۔ اللہ تعالیٰ کے بعض اعضاء کا ذکر کتاب و سنت میں آتا
ہے۔ ان کے متعلق اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے۔

نُؤْمِنُ کَمَا جَآءَ وَلَا نَسْئَلُ عَنْ کَیْفِیَّتِہٖ

ترجمہ: جس طرح آیا ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہم

اس کی کیفیت کے متعلق سوال نہیں کرتے۔

مفسر قرآن اور محدث دونوں کے لئے حکم ہے کہ جب ان چیزوں کا ذکر آئے تو اشارہ بھی نہ کرے۔ مثلاً" قرآن مجید میں آتا ہے۔

یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ○

(سورہ القلم رکوع نمبر ۲ پارہ ۲۹)

ترجمہ : جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور وہ سجدہ کرنے کو بلائے جائیں گے تو وہ نہ کر سکیں گے۔

یہاں اللہ تعالیٰ کے "کشف ساق" کا ذکر ہے۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں لیکن اس کی کیفیت پر بحث نہیں کرتے۔ لیکن آج جس چیز کے متعلق میں عرض کر رہا ہوں یہ ان میں نہیں ہے۔ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ ایک عجیب صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ صفت پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا کرے کہ یہ میرا اور آپ کا حال ہو جائے۔ جتنے درجے کا کوئی محسن ہو اتنے ہی درجہ کی اس سے محبت ہوتی ہے۔ ایک احسان کرنے والے سے ایک درجہ کی محبت ہوگی۔ دو تین چار احسانات

کرنے والے سے اسی درجہ کی محبت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا چونکہ شمار ہی نہیں ہو سکتا اس لئے اس سے محبت بھی سب سے زیادہ ہونی چاہیے۔ یہی ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کا مطلب۔ اشد کے مقابلہ میں ضعیف فیل ہو جاتا ہے۔ اب میں اس کی تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر بیوی کی خواہش خدا کے حکم سے ٹکرائے تو بیوی کی خواہش کو ٹھکرا دیا جائے۔ اسی طرح اگر اولاد کی خواہش اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو تو اس کو بھی رد کر دیا جائے۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ط اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ط 22 (الآیۃ)

(سورہ المجادلہ رکوع نمبر ۳ پارہ ۲۸)

ترجمہ : آپ ایسی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں۔ اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ

ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔
یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔
اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی۔

اس آیت میں بھی وہی چیز بیان فرمائی گئی ہے۔ جس کا ذکر وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ میں ہے۔ جس کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقابلے میں آئی۔ مومن نے سب کو اڑا دیا۔ آخر میں یہی عرض کیا کرتا ہوں کہ گفتن و کردن فرقے دارد۔ قال کو حال بنانے کے لئے کسی اللہ اللہ کرنے والی جماعت کی ضرورت ہے۔ اگر جماعت نہ ملے تو کسی باخدا کی صحبت کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ اس کا ماخذ بھی قرآن مجید سے عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتے ہیں۔

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ج تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج (الآیہ)

(سورہ الکہف رکوع نمبر ۴ پارہ ۱۵)

ترجمہ : اور تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اس کی رضامندی چاہتے ہیں۔ اور

تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔

اس قسم کے حضرات کو تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب و محبوب اور مقصود ہوتی ہے۔ نہ بیوی نہ اولاد اور نہ جائیداد۔ ان کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے سے یہ رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ کسی نے کہا ہے۔

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

انسان کی فطرت ہے کہ یہ صحبت سے رنگ لیتا ہے۔ اس کو متاثر بالطبع کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ اس کی فطرت کا پتہ تھا اس لئے حکم فرمایا کہ "اللہ اللہ" کرنے والوں کی صحبت میں نشست و برخاست کو رکھو۔ چونکہ ادھر ادھر دنیا دار ہی ہوں گے اس لئے ان حضرات سے نظر ہٹانے سے منع فرما دیا۔ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ اور آگے فرماتے ہیں کہ تیری ٹکٹکی انہیں اللہ والوں پر جمی رہے۔ اللہ والے فقط ایک اللہ تعالیٰ کے ہو کر دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ ہمارا وجود جسم کے اعضاء و دماغ میں عقل سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ ہمارا

کچھ بھی نہیں۔ اگر ہمیں نیکی کی توفیق حاصل ہے تو یہ بھی اس کا احسان ہے۔ اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ نیکی کرنا ہمارا فرض ہے اور اجر دینا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اگر وہ نہ ولی کو نیکی کا اجر دے اور نہ نبی کو دے تو وہ حق بجانب ہے۔ کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ ہم اگر دس کروڑ حج کریں اور چوبیس گھنٹے نماز پڑھتے رہیں تو بھی ہم اللہ تعالیٰ سے اجر کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔ وہ دے دے تو اس کا فضل ہے ورنہ ہمارا کوئی حق نہیں۔ اس کی نعمتیں بے انتہاء اور بے بہا ہیں۔ اگر کوئی نعمت اس کے دروازے سے نہ ملے تو دنیا و مافیہا کے خزانے خرچ کرنے پر بھی وہ دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی۔ مثلاً ایک شخص مادر زاد اندھا ہے۔ وہ اگر ساری دنیا کی دولت خرچ کر کے ایک آنکھ بھی لینا چاہے تو کہیں سے نہ ملے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ غریب اور امیر ہر ایک کو دو آنکھیں مفت دیتا ہے۔ شنوائی قوّتِ گویائی سب اس کی مفت دی ہوئی نعمتیں ہیں۔ کسی نے کہا ہے۔ رحمت حق بہانہ میجوید۔ اللہ تعالیٰ سے محبت انسان کے اندر فطری جذبہ ہے۔ لیکن جب تک اس کو سمجھایا نہ جائے یہ اس چیز کو نہیں سمجھتا۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم

السلام کو انسان کے سمجھانے کے لئے مبعوث فرماتے ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کے بعد ان کے دروازہ کے غلام پیغام حق پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ کا مقام عطا فرمائے۔ آمین یَا اِلٰہَ الْعَالَمِین

۲۸ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ بمطابق ۲۰ مارچ ۱۹۵۸ء

مہلک امراض روحانی اور ان سے شفا پانے کا ذریعہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ اجتماع اس مقصد کے لئے منعقد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو امراض روحانی سے شفا عطا فرمائے۔ میں یہ بھی عرض کیا کرتا ہوں کہ امراض دو قسم کے ہیں۔ 1۔ جسمانی امراض 2۔ روحانی امراض

جسمانی امراض کا احساس تو عام طور پر ہوتا ہے۔ لیکن امراض روحانی کا احساس بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے۔ اکثریت امراض روحانی میں مبتلا ہے۔ ان کو اس کا احساس بھی نہیں ہے۔ ہادی امراض روحانی کا احساس دلاتا ہے۔ انسان کو امراض روحانی میں پھنسانے کے لئے دو دشمن ہر وقت اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ انسان بچنا بھی چاہے تو یہ نہیں بچنے دیتے۔ بچنے کے لئے ہادی کی ضرورت ہے۔ جس طرح ماں بچے کو ہر

وقت ٹوکتی رہتی ہے۔ کہ فلاں چیز مضر ہے اس سے بچنا۔ اس طرح ہادی متنبہ کرتے رہتے ہیں کہ فلاں چیز روحانیت کے لئے مضر ہے اور فلاں چیز مفید۔ اصل میں انبیاء علیہم السلام ہادی تھے وہ امتوں کو متنبہ کرتے رہتے تھے اور علاج بھی بتلاتے تھے۔ لیکن امتیں نہیں سمجھتیں تھیں۔ کھانا، کمانا، اور خرچ کرنا تو ہر ایک سمجھتا ہے۔ لیکن روحانیت کی اصلاح ہر ایک نہیں کرسکتا۔ انبیاء علیہم السلام اور حضور ﷺ اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا۔ لیکن امراض روحانی کا پتہ دینے والے حضور ﷺ کے دروازہ کے غلام ہر زمانہ میں موجود رہیں گے۔

امراض روحانی کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ مہلک امراض روحانی مثلاً" شرک، کفر اور نفاق اعتقادی۔ ان امراض روحانی میں مبتلا رہ کر دنیا سے جانے والے جہنم میں رہیں گے۔ ان کے لئے نہ شفاعت ہے نہ نجات۔ 2۔ دوسری قسم امراض روحانی کی وہ ہے جس میں مبتلا ہونے والے اگر ایمان باقی ہے تو دوزخ سے سزا پانے کے بعد نکل آئیں گے۔ ان امراض روحانی میں حسد، کبر، ریا اور عجب

شامل ہیں۔

مسلمانوں میں پہلی قسم کے امراض روحانی موجود ہیں۔ شرک، کفر اور نفاق اعتقادی موجود ہیں۔ شرک سے وہی شخص بچ سکتا ہے۔ جو خود عالم قرآن ہو۔ اگر عالم قرآن نہیں تو کسی عالم کتاب و سنّت کے دامن سے وابستہ ہو۔ ہمارا وہی امام ہو سکتا ہے۔ جس کے دائیں ہاتھ میں مشعل قرآن ہو اور بائیں ہاتھ میں مشعل احادیث خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ خود ان دونوں نوروں کی روشنی میں چلے اور ہمیں چلائے۔ لیکن ہمارے ہاں نسلی پیر اور نسلی مرید ہوتے ہیں۔ صاحبزادہ میں خواہ کوئی ذاتی کمال نہ ہو لیکن اس کو پیر سمجھا جاتا ہے اگرچہ صاحبزادہ کے باپ دادا ولی اللہ تھا۔ لیکن اس میں ذاتی کمال کیا ہے؟

اصلاح باطن ایک مستقل فن ہے۔ حضور ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کی صحبت میں اصلاح باطن وھبا" (اللہ تعالیٰ کی بخشش سے) حاصل ہوتی تھی۔ اب کسبا" حاصل کرنا پڑتی ہے۔ جس طرح ظاہری علوم سیکھنے کے لئے اس فن کے باکمال کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح اصلاح باطن کے لئے کسی اللہ والے کے ہاں مدت مدید تک رہنا پڑتا ہے۔ بیری کے بیر کو پکنے کے لئے کئی درجے طے کرنے پڑتے ہیں۔ پہلے بور آتا ہے، پھر جوار کے دانے کے برابر ہوتا ہے۔ اور بڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن کڑوا ہوتا ہے اگر بیری کے ساتھ لگا رہے تو لال ہو کر پک جاتا ہے۔ اور خود بخود ٹوٹ کر گر پڑتا ہے۔ یہ بیر کا درجہ کمال ہے۔ اور اس وقت وہ بیر کی نسل قائم رکھنے کے قابل ہوتا ہے اسی طرح شیخ کی طرف اپنے آپ کو منسوب تو سب کرتے ہیں مگر پختہ وہی ہوتا ہے جو صحبت میں مدید تک تربیت پانے کے بعد پک کر نکلے اور آئندہ وہی روحانی سلسلہ کو باقی رکھ سکتا ہے۔ ان کو "خلفاء" کہا جاتا ہے۔

امراضِ روحانی سے بچنا بیحد مشکل ہے۔ ان سے بچنے کے لئے مدت مدید تک کامل کی صحبت کی ضرورت ہے۔ تربیت یافتہ میں یہ رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو کسی اللہ والے نے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

نہ گلم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم
بحیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

یعنی انسان کو اپنے اندر کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ اگر تربیت نہ ہو تو انسان کو انسان نہیں سمجھتا۔ گزشتہ عالمگیر جنگوں میں فوجی مچھ پاتری کے سپاہی جب کسی ریل کے ڈبے میں گھس جاتے تھے تو غیر فوجی کو اندر نہیں آنے دیتے تھے۔ یہ نخوت اس لئے تھی کہ ہم سرکاری ملازم ہیں۔ ایک دفعہ کسی شخص نے دوسرے کسی شخص کو بیوقوف کہہ دیا۔ کسی اللہ والے نے سنا تو وہ سمجھے کہ مجھے کہہ رہا ہے۔ اور اس کے منہ سے کوئی اور کہلوا رہا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغۃ" میں فرماتے ہیں کہ انسان کو دنیاوی تعلقات کا کلوروفارم سونگھایا گیا ہے۔ عربی میں اس کو تخدیر کہتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپریشن کرتے ہیں تو مریض کو کلوروفارم سونگھا دیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے مریض کو تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ کلوروفارم کا اثر زائل ہونے کے بعد مریض کو تکلیف کا شدید احساس ہوتا ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد جب دنیاوی تعلقات کے کلوروفارم کا اثر زائل ہوتا ہے تو انسان کو محسوس ہوتا ہے کہ بیوی بیٹے جن کی وجہ سے خدا کو ناراض کیا سب غدار نکلے پھر بیٹھ کر روئے گا۔ لیکن۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو کھرے ہادی مل جائیں کھرے ہادی وہ ہیں جن کے دائیں ہاتھ میں مشعل قرآن ہو اور بائیں ہاتھ میں مشعل حدیث خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو۔ بد نصیب ہیں وہ لوگ جن کو نہ کھرے ہادی کی صحبت نصیب ہوئی اور نہ امراض روحانی سے شفا ملی۔ یہ باطن کے اندھے ہیں اور ان کو اپنی بدبختی کا احساس قبر میں جانے کے بعد ہوگا۔ پھر معلوم ہوگا کہ جن کو اپنے سمجھتے تھے وہ سب غدار نکلے۔ جن کو کھرے ہادی مل جاتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں اس جیسی اور کوئی نعمت نہیں جن کو اللہ والوں کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی طبیعت کا رخ پھیر دیتا ہے۔ صبح کے درس میں مجلس ذکر میں یا جمعہ کے خطبہ میں کتاب و سنت کی روشنی میں میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں اس کو گوش و ہوش سے سنا کیجئے۔ اور لوح دل پر لکھ کر لے جایا کیجئے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ آہستہ آہستہ طبیعت کا رخ پھر جائے گا۔ ایمان اور

اسلام اللہ تعالیٰ کا فضل ہیں۔ وہ جب چاہے چھین لے۔ ایک دفعہ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے جا رہے تھے۔ پنجاب کے اک پیر بھی اسی جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ موخر الذکر کا ایک خادم بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ مخلص خادم تھا۔ جہاز میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اور دونوں حضرات نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ایمان سلب فرمالیا۔ خدا جانے یہ کس گناہ کی شامت تھی۔ اللہ تعالیٰ باطن کی بینائی عطا فرماتے ہیں جس سے ان کو اس بات کا پتہ چلتا ہے اس شخص میں ایمان ہے یا نہیں؟ باقی تمہارے امراء' وزراء اور بادشاہ اس معاملہ میں سب اندھے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو لحد قبر میں جانے سے پہلے امراض روحانی سے شفایاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِیۡن یَا اِلٰہَ الۡعَالَمِیۡنَ!

بشکریہ ریڈیو پاکستان

روزہ اور تطہیر نفس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الۡکَرِیۡمِ ط

روزہ اور تطہیر نفس

اما بعد آج کی صحبت میں مذکورۃ الصدر عنوان پر مسلمانوں کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ عرض یہ ہے کہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ روح اور جسم اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے پہلے انسان کا جسم ماں کے پیٹ میں بناتا ہے۔ عورت کے حاملہ ہونے کے وقت سے چار ماہ تک جب انسان کا وجود ماں کے پیٹ میں مکمل ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ عالم ملکوت (جو روحوں کا مرکز ہے) سے ایک روح کو لاتا ہے۔ اور انسان کے تیار شدہ ڈھانچہ میں ڈال دیتا ہے۔ اس وقت انسان حرکت کرنے لگ جاتا ہے۔

دونوں کی خواہشات الگ الگ ہیں

یہ یاد رہے کہ انسان کے دونوں اجزاء (یعنی جسم اور

روح) کی خواہشات الگ الگ ہیں۔ جسم چونکہ زمین کی پیداوار سے بنا ہوا ہے اس لئے اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ انسان محنت کر کے خوب کمائے اور مجھے لذیذ سے لذیذ کھانے کھلائے۔ پہلا کھانا ابھی بمشکل ہضم ہوا ہو تو میرے معدہ میں دوسرا کھانا ڈال دے اور عمدہ سے عمدہ اور طرح طرح کی لذیذ چیزیں پلائے۔ مثلاً" کسی شربت میں روح کیوڑہ ہو تو کسی میں روح گلاب کی آمیزش ہو۔ کھانے پینے کے علاوہ اس کا نفس چاہتا ہے کہ ایک پری جمال آج کل کی اصطلاح میں جو آج کے دور میں "ملکہ حسن" ہے۔ نفس کی ہوس پوری کرنے کے لئے وہ میرے گھر کی زینت ہو۔ حاصل یہ ہے کہ انسان کے جسم کی یہ تین قسم کی خواہشات ہیں۔

روح کی خواہشات

اس سے بالکل علیحدہ نوعیت کی ہیں۔ وہ چونکہ آسمان سے لائی گئی ہے اور وہاں کے رہنے والوں کی غذا فقط اللہ جل شانہ کا ذکر ہے اس لئے روح چاہتی ہے کہ انسان ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ اس کی خواہش یہ ہے کہ انسان کو کسی نہ کسی وقت ضروریات جسمانی سے روک کر محض میری

غذا جو ذکر الٰہی ہے اس کے لئے بھی کلیتہً فارغ البال کر دیا جائے۔ مثلاً" جس طرح عید کے دن حسب توفیق ہر شخص طرح طرح کے کھانے پکاتا ہے اور خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے۔ اسی طرح کبھی روح کو بکثرت غذا پہنچانے کے لئے بھی انسان کو جسم کی ضروریات سے بالکل فارغ کر دیا جائے۔ تاکہ اس عرصے میں فقط اللہ تعالیٰ کے ذکر اور فکر میں منہمک رہے اور اس عرصے میں گویا کہ روح طرح طرح کے اذکارِ الٰہی سے اپنی عید منا رہی ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کا اعلان ہے کہ " رمضان المبارک میں جو نفل عبادت کی جائے اس کا ثواب غیر رمضان میں فرض ادا کرنے کے برابر ملتا ہے اور جو فرض عبادت کی جائے اس کا ثواب غیر رمضان میں ستر فرضوں کا ملتا ہے"۔ اس لئے رمضان شریف کے دنوں میں انسان سے روزہ رکھلایا جاتا ہے۔ تاکہ جسم کی خواہشات پوری کرنے کا خیال بھی نہ آئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنا روحانی تعلق بیش از بیش بڑھانے کے لئے کوئی مسلمان رمضان شریف میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے۔ اور کوئی بکثرت استغفار پڑھ رہا ہے۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے

سے چالیس فائدے انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔ دس نیکیاں نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ دس مرتبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور دس درجے انسان کے اللہ کے قرب میں بلند ہو جاتے ہیں۔ مذکورۃ الصدر اذکارِ الٰہی میں مصروف ہونے کے علاوہ ایک سچا اور کھرا مسلمان رات کو دوسرے گیارہ مہینوں کی نماز عشاء کے علاوہ تراویح کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے۔ جس میں عموماً" حافظ قرآن" قرآن مجید سناتا ہے اور اس کے پیچھے مسلمان تین چیزوں کو بند کر کے محو حیرت ہو کر ایک تصویر بن کر کھڑا ہوتا ہے۔ ان تین چیزوں کا ذکر اس شعر میں ہے۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرِ حق برما بخند

علاوہ اس کے مسلمان تراویح کی نماز سے فارغ ہو کر جلدی جا کر سو جائے گا۔ تاکہ سحر کے وقت جاگ آجائے اور سنّت کے مطابق روزہ رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے۔ "سحور کو کھایا کرو کیونکہ سحور کے کھانا کھانے سے برکت ہوتی ہے"۔ مسلمان سحور کے

وقت اٹھتا ہے۔ کھانا کھا کر روزہ رکھتا ہے۔ تقریباً" اس کے بعد بہت جلدی نماز صبح کی اذان ہو جاتی ہے۔ اور نماز با جماعت پڑھنے کے لئے چلا جاتا ہے۔

اور سنئے! رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ عَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ

(رواہ البخاری)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص نے جھوٹی باتیں نہ چھوڑیں اور جھوٹے کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ اس نے کھانا اور پینا چھوڑا۔

بعض احادیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔

اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ امْرُءٌ صَائِمٌ

(متفق علیہ)

ترجمہ : جب تم میں سے کسی ایک کے روزے کا دن ہو تو نہ بری باتیں منہ سے نکالے اور نہ شور مچائے۔ پس اس کو اگر کوئی گالی بھی دے یا اس سے لڑنا چاہئے تو یہ کہہ دے بیشک میں تو روزہ دار ہوں۔

اس صورت سے تطہیر نفس تو خود بخود ہو جائیگی

رمضان المبارک کے دن اور رات کے اوقات میں سچے کھرے اور اصلی مسلمان کے مشاغل کا جو نقشہ پیش کر چکا ہوں اس سے تطہیر نفس تو خود بخود ہو جائے گی۔

یہ ظاہر ہے کہ جب روزہ رکھنے والا آدمی صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہ کھائے نہ پیئے نہ بیوی سے اختلاط کرے نہ اونچی آواز سے شور مچائے۔ نہ کوئی بری بات منہ سے نکالے نہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کرے۔ نہ کسی کو گالی دے بلکہ اتنا شریف ہو جائے کہ اگر کوئی گالی بھی دے تو بھی جواب نہ دے اور اگر کوئی لڑنے کے لئے آمادہ ہو تو یہ اس کا مقابلہ میں ہاتھ نہ اٹھائے۔ اور یہ سب محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرے۔ اس سے بڑھ کر اور کونسا درجہ

تطہیر اور پاکیزگی کا ہوگا۔

حاصل کلام یہ نکلا کہ اسلامی روزہ انسان کو پاکیزہ اور شریف بنا دیتا ہے۔ جس کی نظیر دنیا میں کسی قوم میں نہیں پائی جا سکتی۔ اور انسان صحیح معنی میں انسان پاکیزگی اور شرافت ہی کے لحاظ سے بنتا ہے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو پھر دوسرے حیوانوں کی طرح ایک حیوان بلکہ دوسرے حیوانوں سے بد ترین حیوان ہوگا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

۴ شوال ۷۷ ۱۳ھ بمطابق ۲۴ اپریل ۱۹۵۸ء

آدھے منٹ میں تین فائدے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اما بعد .... آج کا عنوان عرض کرنے سے پہلے حلقہ ذکر میں شامل ہونے والوں کے لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خوشخبری عرض کرنا چاہتا ہوں۔

حدیث شریف کا حاصل مطلب یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ خدا کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں ان لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی

کرنے والوں کو پالیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ (یعنی ذکر الٰہی کو سننے کے لئے)۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا۔ پس وہ فرشتے (آجاتے ہیں اور) اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ (جب فرشتے واپس جاتے ہیں تو) ان کا پروردگار ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے۔ کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے۔ اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر خداوند تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے قسم ہے خدا کی انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے۔ اور بہت زیادہ پاکی کا ذکر کرتے پھر خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے

ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں؟ خدا کی قسم! انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو جنت کی خواہش ان میں بڑھ جاتی۔ جنت کی طلب ان میں زیادہ ہو جاتی اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں۔ دوزخ کی آگ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے؟ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ خدا کی قسم اے پروردگار اس کو انہوں نے نہیں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر دوزخ کو دیکھ لیتے تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگتے۔ اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا (یہ سن کر) ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے ان لوگوں میں سے ایک ایسا شخص بھی تھا جو ان میں شامل نہ تھا۔ راہ چلتا کھڑا ہوگیا تھا۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ (یعنی ذکر الٰہی کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے

ہیں کہ نہیں محروم رکھا جاتا ان کے پاس بیٹھنے والا۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے۔

آمین۔

اصل مضمون کا عنوان

آدھے منٹ میں تین فائدے

۱۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ۲۔ دل میں سکون ۳۔ شیطان کو شکست

یہ تینوں برکتیں آدھے منٹ میں حاصل ہو سکتی ہیں۔

شیطان مہلت لے کر آیا ہے کہ تیری مخلوق کو گمراہ کروں گا۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝

(سورہ ص رکوع نمبر ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ : عربی مقولہ ہے لِكُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ یعنی ہر فن کے لئے علیحدہ علیحدہ کاریگر ہوتے ہیں۔ بھوک لگتی ہے تو اس کے لئے نانبائی دال روٹی پکا کر رکھتے ہیں۔ لوگ حسب ضرورت وہاں جا کر کھانا کھا لیتے ہیں۔ جوتی کی ضرورت پورا کرنے کے لئے بعض جوتوں کی دکان کھول لیتے ہیں۔ اور پھر

سب مرد عورت بچے بوڑھے وہاں جا کر اپنے لئے جوتا خرید لیتے ہیں۔ برتنوں کی ضروریات پورا کرنے کے لئے کسیرا بازار (لاہور) میں برتنوں کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ تن پوشی کے لئے کپڑا درکار ہے تو ملکی اور غیر ملکی کارخانوں سے طرح طرح کا کپڑا آکر بازار میں فروخت ہوتا ہے۔

امراض روحانی کے علاج کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ○

(سورہ جمعہ رکوع نمبر ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ : وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

یعنی رسول اللہ ﷺ معلم قرآن بھی ہیں۔ اور باطن کو امراض روحانی سے شفایاب بھی فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کے

اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ ﷺ کی ذمہ داریوں کو آپ ﷺ کی امت کے بعض افراد نے اپنے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ ان ذمہ داریوں کو علمی نقطہ نگاہ سے سمجھانا تو علماء کرام کا کام ہے۔ مثلاً" فارغ التحصیل علماء کرام کو وہی شخص قرآن پڑھا سکتا ہے جس کا اپنا عبور علوم متداولہ مروجہ پر ہو۔ اور صفت مزکّی کے حامل (یعنی امراض باطنی سے شفا یاب کرنے کے لئے) صوفیائے عظام کی صحبت ضروری ہے۔

امراض روحانی میں ایک بیماری حسد ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ط

(رواہ ابو داؤد)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے (یعنی نیکیوں کو فنا کر دیتا ہے) جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

دوسری روحانی بیماری "ریا" ہے۔

وَعَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ

(رواہ احمد)

ترجمہ : محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں وہ شرکِ اصغر ہے۔ (چھوٹا شرک) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ شرک اصغر کیا ہے۔ فرمایا ریاء۔

جب تک مزکّی خاص طور پر تربیت نہ کرے ان بیماریوں سے شفا نہیں ہوسکتی۔

میں کہا کرتا ہوں جس طالب علم نے آج عربی پڑھنے کے لئے ضَرَبَ یَضْرِبُ لب شروع کیا ہے اور اس کی ٹوپی پھٹی ہوئی ہے۔ جوتی ٹوٹی ہوئی ہے۔ کرتہ پھٹا ہوا ہے۔ میں اس کی قدر کرتا ہوں۔ یہ اس لئے کہ یہ طالب علم بڑا ہو کر اپنے استاد کی مسند سنبھالے گا۔ اور اس کے مقابلہ میں بی اے اور فورتھ ایر کے طالب جو بہترین بوٹ سوٹ میں ملبوس

کنگھی پٹی کئے ہوئے نہایت صاف ستھرے ہوں۔ میری نگاہ میں ان کی کوئی عزّت نہیں ہے۔ کیونکہ عربی کا طالب علم عالم ہو کر قَالَ اللّٰہُ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ کی اشاعت کرے گا۔ اور انگریزی دان نوجوان سے اس خدمت کی کوئی توقع نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ان کو زمانہ تعلیم میں کتاب اللہ سے روشناس نہیں کیا گیا۔

مُزکّی کی ضرورت

کلہاڑی جب لوہار کی دکان سے نکلتی ہے تو اس کی ظاہری خوبصورتی کے لئے نکل (پالش) کی ضرورت ہوتی ہے۔ نکل ہو جانے کے بعد دیدہ زیب بھی ہو جاتی ہے۔ بعینہٖ جب عالم تحصیلِ علوم سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں تو انہیں مزکّی کی ضرورت ہوتی ہے۔ قال تو سکھاتے ہیں علماء کرام؛ اور حال کی اصلاح صوفیاء عظام فرماتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ ط (الآیۃ)

(سورہ آل عمران رکوع نمبر ۱۹ پارہ ۴)

ترجمہ : وہ جو اللہ کو اٹھتے اور بیٹھتے اور کروٹ پر لیٹے یاد

کرتے ہیں۔

انسان بنانے کا نصاب اور دستور العمل قرآن ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور اسوۂ حسنہ اور اس کے بعد پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی معیار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک پیشگوئی موجود ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِيْ كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ

(رواہ الترمذی)

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میری امت پر ایک ایسا ہی زمانہ آئے گا جیسا

کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل درست اور ٹھیک۔ جیسی کہ دونوں جوتیاں برابر اور ٹھیک ٹھیک ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ جو ایسا کریں گے اور بنی اسرائیل کی قوم 72 فرقوں میں منقسم ہو گئی تھی۔ میری امت تہتر 73 فرقوں میں منقسم ہوگی۔ جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جنتی فرقہ کون سا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ فرقہ جس میں میں ہوں اور میرے اصحاب رضی اللہ عنہم

دراصل رنگ ہے قرآن۔ رنگ فروش ہیں علمائے کرام اور رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام۔ صوفیائے کرام قال کو حال بناتے ہیں۔ اور صبغۃ اللہ کا رنگ چڑھاتے ہیں۔ جیسے رنگ فروش سے رنگ خرید کر رنگساز کے پاس لے جاتے ہیں۔ اور رنگ ساز پگڑی کی تار تار میں رنگ پہنچا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے دو قسم پیدا کیے ہیں۔ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ علمائے کرام بھی دو قسم کے

ہوتے ہیں۔ اور صوفیاء عظام بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اکثر علماء کرام عالم تو ہوتے ہیں۔ لیکن دوسروں کی اصلاح نہیں کرسکتے۔ اللہ والے مذکورہ بالا تینوں نعمتیں یعنی خدا کی رضا کا تمغہ ' دل کا سکون ' اور شیطان کو شکست دینا۔ آدھے منٹ میں سکھادیتے ہیں۔

گمراہی کا گائیڈ شیطان ہے جو سینما کو لے جاتا ہے۔ اور جہنم کا ٹکٹ دلاتا ہے۔ بیوی بچوں کو جلدی جلدی کھانا کھلا کر تیار کرتے ہیں اور میاں صاحب سب کو لے کر سینما پہنچاتے ہیں اور وہاں سے جہنم کا ٹکٹ خریدتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے مربیوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ ہمارے قادری خاندان میں ذکر کا ایک طریقہ یہ ہے کہ زمین پر دایاں قدم رکھتے وقت اللہ کہا جائے اور بایاں قدم رکھتے وقت ہو کہا جائے جو آدھے منٹ میں ادا ہوسکتا ہے۔ ادھر اللہ ہو کیا اور ادھر رضائے الٰہی کا تمغہ حاصل ہوا۔ جس کا ثبوت فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ میں ہے۔ یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ جس کو خدا یاد کرے اس جیسا خوش نصیب اور کوئی ہے؟ جب اللہ یاد کرے گا تو دل کو چین

آئے گا۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

ترجمہ : خبردار اللہ کے ذکر سے سکون حاصل ہوتا ہے۔

اگر سارا دن دکان پر بیٹھ کر جھوٹ بولا تو ذکر سے کیا فائدہ۔ دل کا شیشہ صاف ہو تو ذکر کا لطف بھی آتا ہے۔ اگر برتن بدبودار ہو تو اس میں خوشبودار چیز ڈالنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ شیطان اگرچہ "اے اللہ تیری عزت کی قسم میں سب کو گمراہ کردوں گا" کا اعلان کرچکا ہے۔ لیکن اللہ ہو کے نام کی دہشت برداشت نہیں کرسکتا جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اذان کی آواز سن کر شیطان اتنی دور بھاگ جاتا ہے جہاں اذان کی آواز نہیں پہنچ سکتی۔

دائیں قدم پر "اللہ" ' بائیں قدم پر "ھو" یہ آدھے منٹ میں اللہ والے سکھاتے ہیں۔ ہر قدم پر زمین بھی دعائیں دیتی جائے گی۔ اس قسم کا زمین پر چلنے والا ہو تو زمین بھی قبر میں جانے کے بعد کہتی ہے جب تو زمین پر چلتا تھا تو مجھے بڑا ہی پیارا لگتا تھا۔ اور آج دیکھ میں تجھ سے کیسا سلوک کرتی ہوں۔ اور اسکے بعد نگاہ کی دوری تک فراخ ہوجاتی ہے۔ اللہ

والوں نے کیسا رنگ چڑھایا۔ اللہ تعالیٰ بھی خوش ہے اور زمین بھی خوش ہو جاتی ہے۔ اگر ذکر نہیں کرتا اور بد معاشی کرتا رہا ہے۔ دن کو دھوکہ فریب، رات کو غافل، تو قبر بھی تنگ ہو جاتی ہے۔ اور کہتی ہے کے جب تو زمین پر چلتا تھا تو مجھے بہت ہی برا لگتا تھا۔ آج دیکھ میں تجھ سے کیسا سلوک کرتی ہوں۔ اور اس قدر تنگ ہو جاتی ہے اور اس کو دباتی ہے کہ اس کی دائیں طرف کی پسلیاں بائیں طرف اور بائیں طرف کی دائیں طرف ہو جاتی ہیں۔

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ

خدا تعالیٰ کا فرمان سچا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان بھی سچا ہے۔ اللہ والے فرماتے ہیں۔ اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَۃَ وَلَا تَطْلُبُوا الْکَرَامَۃَ لِاَنَّ الْاِسْتِقَامَۃَ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ اللہ تعالیٰ اس مجلس میں شامل ہونے کی برکت سے استقامت عطا فرمائے۔ (آمین) آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جس راستے پر لے جا رہا ہے اس پر استقامت عطا فرمائے۔ ایمان اور اسلام لحد (قبر) کے اندر لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور میں آپ کے حق میں بھی یہی دعائیں کرتا ہوں۔ آمِیْن یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ۔

۱۱ شوال ۱۳۷۷ھ بمطابق یکم مئی ۱۹۵۸ء

آخرت کی صحت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

عرض یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اس جہان میں پیدا کیا ہے۔ لیکن یہاں پر سدا رہنے کے لئے نہیں بلکہ انسان یہاں چند روز کے لئے زندگی بسر کرنے آیا ہے۔ جیسے چند روز ماں کے پیٹ میں رکھا جاتا ہے اسی طرح اس دنیا میں بھی چند روز کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اصل وطن آخرت ہے۔ دنیا میں ہم اس لئے آتے ہیں کہ دنیا میں آخرت کے لئے سرمایہ اکٹھا کر کے جائیں۔ آج کا عنوان ہے

آخرت کی صحت

دنیا کی صحت کو صحت جسمانی اور آخرت کی صحت کو صحت روحانی کہا جاتا ہے۔ صحت روحانی کو درست رکھنا فرض اول ہے۔ اور صحت جسمانی کی اصلاح نمبر دوم ہے۔ جن کی صحت روحانی ٹھیک نہیں ہوگی وہاں ان کا علاج کیا جائے گا۔

اور علاج کے لئے جہنم میں رکھا جائے گا اور اگر دل میں نور
ایمان ہوا تو کچھ مدت کے بعد دوزخ سے نجات دلائی جائے
گی۔ (حدیث شریف میں ہے۔)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ تَلَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ
اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ
انْفَسَحَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِتِلْكَ مِنْ عَلَمٍ
يُعْرَفُ بِهٖ قَالَ نَعَمْ اَلتَّجَافِيْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةُ
اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ
(بیہقی)

ترجمہ : ابن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ یعنی اللہ تعالیٰ جس شخص کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کا سینہ اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے۔ پھر فرمایا جب نور سینہ کے اندر داخل ہوتا ہے۔ تو سینہ فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس حالت کی کوئی

علامت ہے جس سے اس کی شناخت کی جاسکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں 1۔ نشانی غرور کے گھر (یعنی دنیا) سے دور ہونا 2۔ آخرت کی طرف رجوع کرنا 3۔ اور مرنے سے پہلے موت کے لئے تیاری کرنا ہے۔

ہر چیز اپنی علامتوں سے پہچانی جاتی ہے۔ اگر مذکورہ تینوں علامتیں پائی جاتی ہیں تو صحت روحانی ٹھیک ہے۔
اَلتَّجَافِيْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ یعنی اس دھوکے کے گھر سے طبیعت ہٹتی نظر آئے۔ بیوی بچے اور کاروبار سب بڑے ہی پیارے ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں

جیسے کھلونوں سے بچہ کھیلتا رہتا ہے اور فائدہ کچھ نہیں ہوتا۔ اسی طرح صرف انسانی حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسباب مہیا فرمادیئے ہیں۔ اگر دنیا میں دل پھنسنے نہ پائے تو سب سے فائدہ اٹھائے آخرت میں اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے۔ اور قبر بہشت کا باغ بن جائے یہ چیز تربیت اور صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔ اکثریت کا یہ حال ہے کہ اسباب دنیا بیوی بچوں کی ضروریات اور کاروبار کا تو بڑا ہی خیال

ہے۔ نہیں ہے تو آخرت کا خیال نہیں ہے۔ بیوی طمع کی یار' بیٹے طمع کے یار' بھائی طمع کے یار' سب طمع کے یار سب غدار ہیں۔ کوئی بھی بے طمع کا یار نہیں ہے۔ اگر ہے تو صرف اللہ تعالیٰ یا پھر اللہ کے رسول ﷺ اور اللہ والے بے طمع کے یار ہیں۔ اگر خاوند کما کر لائے اور لا کر بیوی کو دے تو بیوی بڑی خوش ہوتی ہے۔ اور اگر خاوند کما کر نہ لائے تو بیوی سوگوار ہوتی ہے۔ اور چھوٹا بچہ بھی کہتا ہے ابا پیسہ 'اگر پیسہ نہ دو تو روٹھ جاتا ہے۔ میں عورتوں سے کہا کرتا ہوں کہ مرد بھی طمع کے یار ہیں۔ ان کی باورچن بنو' ان کے بستر لگاؤ' اولاد بھی جنو' ان کے بچوں کی بھنگن بھی بنو' درزن بنو' اور خدمت بھی کرو تو خاوند راضی ورنہ ناراض۔ گویا سب طمع کے یار ہیں۔ اور تعلقات کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ سب کی خواہش پوری کرتے ہیں لیکن اللہ کی خواہش پوری نہیں کرتے۔ خدا بلائے (نماز کے لئے) تو ایک منٹ کے لئے جانا بھی ناگوار ہوتا ہے۔ رسول خدا بے طمع کے یار ہیں۔ جب تک ایک بھی توحید پرست جہنم میں ہوگا۔ اور جب تک اسے نکال کر جنت میں نہیں لائیں گے۔ اس وقت تک اپنے مقام

محمود پر قیام نہیں فرمائیں گے۔ اس کے بعد اللہ والے بے طمع کے یار ہیں۔ لیکن یہ کہیں کہیں ملتے ہیں۔ میرے دو مربی ہیں۔ میں اللہ کا نام پوچھنے سندھ جاتا تھا۔ انہیں مجھ سے اتنی محبت تھی کہ جس کی حد نہیں۔ میں نے کبھی ایک روپیہ بھی نذرانہ نہیں دیا۔ ہوتا ہی نہ تھا۔ ان کی دعاؤں کی برکت سے اب اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے۔ وہ سید اور میں امتی' وہ سندھی اور میں پنجابی۔ لیکن مجھ سے بڑی محبت کرتے تھے۔ صرف اس لئے کہ میں اللہ کا نام سیکھنے کے لئے ان کے ہاں جاتا تھا۔ جب آدمی مر جائے گا تو زندگی کی قدرو قیمت معلوم ہوگی۔ بیوی بڑی غم خوار ہے لیکن قبر میں نہ بیوی نہ اولاد اور نہ مال۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو شیخ کامل کی نعمت نصیب فرمائے۔ اور انکی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

2۔ وَالْاِنَابَةُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ

(طبیعت ادھر سے ہٹ جائے اور آخرت کی طرف لگ جائے)

دنیا کے کاموں کے مقابلہ میں آخرت کے کاموں کو ترجیح دیں۔ اکثر طبائع میں دنیا مطلوب و مقصود ہوتی ہے۔

مَنْ اَحَبَّ الدُّنْيَا اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ

(کتاب الرقاق)

ترجمہ : حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ جو شخص دنیا کو محبوب بنائے گا آخرت کو نقصان پہنچائے گا۔ اگر آخرت کو محبوب بنائے گا تو دنیا کو نقصان پہنچائے گا۔ ایک کو ترجیح دینی پڑے گی۔ کئی سرکاری ملازم رشوت لیتے ہی نہیں۔ ان کے گھر میں رزق کی افراط نہ ہوگی۔ اور جو رشوت لائیں گے ان کے گھر میں ہر چیز کی فراوانی ہوگی۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ مِّنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ

(احمد دارمی بیہقی)

ترجمہ : جابر ؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ وہ گوشت جس نے حرام سے پرورش پائی ہے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اور جس گوشت نے حرام (مال) سے نشو و نما حاصل کی ہے وہ دوزخ ہی کے لائق ہے۔

جو شخص فقط حلال ہی کا مال کما کر گھر میں لانا چاہے گا وہ حرام کے لاکھوں پر تھوکے گا بھی نہیں۔ اللہ کے بندوں کی صحبت میں بیٹھنے سے یہ رنگ پیدا ہوتا ہے۔ میں ایسے نوجوانوں کو جانتا ہوں جو رشوت پر پیشاب بھی نہیں کرتے۔ اسباب دنیا کو مقصود بالذات نہ بنائیے۔ ان سے فائدہ ضرور اٹھائیے۔ جس کام میں آخرت خراب نہ ہو وہ کام کریں۔ کوئی کام کرتے ہوئے یہ پہلے خیال رکھیں کہ آخرت تو خراب نہ ہو جائے گی۔ جب اللہ تعالیٰ رخ پھیر دیتا ہے تو آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ

تیسری چیز موت کے آنے سے پہلے مرنے کی تیاری کرتے رہنا۔ جیسے حاجی صاحبان نے حج کے لئے درخواست دے رکھی ہے اور جب دیکھتے ہیں کہ درخواست منظور ہو گئی ہے تو سب ضروریات سفر پہلے ہی سے تیار کر کے رکھا ہوتا ہے۔ اطلاع ملتے ہی روانہ ہو جاتے ہیں اسی طرح مرنے سے پہلے موت کی تیاری کر رکھنی چاہیے۔ تاکہ جب عزرائیل علیہ السلام آکر روح قبض کریں تو موت مذموم نہ ہو بلکہ

موت محمود حاصل ہو۔

ہمارے قادری خاندان میں پہلا سبق یہ پڑھا جاتا ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ کرو۔ کسی کو جانی ' مالی ' بدنی نقصان نہ پہنچاؤ۔ اور پانچ وقت کی نماز قائم کرو۔ اور اللہ ہو کا ذکر۔ یہ انتظار مت کرو کہ بوڑھے ہوں گے تو دیکھا جائے گا۔ کیا جوانوں کو موت نہیں آتی؟ کیا ماں باپ اولاد کو دفن نہیں کرتے؟ کیا دادے پوتوں کو اور نانے نواسوں کو دفن نہیں کرتے؟ کیا یہ ضروری ہے کہ بوڑھے ہو کر ہی موت آئے گی؟ لہٰذا جس کا کچھ دینا ہے دیدیں جس کو ناراض کیا ہے اس کو راضی کرلیں۔ جس کا قرض دینا ہے اس کو ادا کردیں۔ جس سے رشتہ کا عہد کیا ہے وہ عہد فوراً پورا کردیں۔ غرض جو جس کا حق ہے ایک رات سے پہلے دیدیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دنیا سے دل ہٹا کر آخرت کی طرف رخ پھیرنے اور موت کی تیاری کرنے کی فکر عطا فرمائے۔ اور اس نور کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِیْنَ یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ۔

۱۸ شوال ۱۳۷۷ھ بمطابق ۸ مئی ۱۹۵۸ء

امراض روحانی سے شفا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

عرض یہ ہے کہ یہ اجتماع ہر جمعرات کو ہوتا ہے۔ جو خصوصی جماعت' کا ہے۔ وہ اللہ کے بندے جو اللہ ہو کا ذکر سیکھنے کے لئے (قادری خاندان کے طریقہ پر) یہاں جمع ہو جاتے ہیں صوفیائے کرام کے چار طریقے' چشتی' قادری' نقشبندی' اور سہروردی مشہور ہیں۔ مقصد سب کا ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو روحانی بیماریوں سے شفایاب ہو کر اس دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ظاہر کی صفائی تو ہر آدمی سمجھتا ہے لیکن باطنی امراضِ روحانی کا پتہ کتاب و سنت سے چلتا ہے۔ اہل علم حضرات کو کتاب و سنّت کے پڑھنے سے ان بیماریوں کی اطلاع تو مل جاتی ہے لیکن باوجود اس کے ان امراض سے شفا نہیں ہوتی۔ جب تک کسی ہادی یعنی باطن کے کامل کی صحبت میں رہ کر علاج نہ کرایا جائے۔

راہ نما وہی ہو سکتا ہے جس نے اپنے بزرگوں کی خدمت میں مدت مدید تک رہ کر اپنی باطنی تربیت کرائی ہو۔ امراض روحانی سے شفایاب ہونے کے لئے ایسے شیخ کامل کی صحبت میں رہنا پڑتا ہے۔ اور شیخ کامل طالب کو اپنے طریق پر چلاتا ہے۔ اور ہر طرح سے اس کی اصلاح کے لئے نگہداشت رکھتا ہے۔ آج جو کچھ میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ دعا دین کی کتابوں میں موجود ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا وَّفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا امراض روحانی سے شفایاب ہونے کے لئے یہ دعا بہترین نسخہ ہے۔

طبیب کے صرف دوا بتا دینے سے شفا نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ مریض اجزائے دوا لائے اور حسب ہدایت طبیب دوا تیار کرے۔ اور استعمال میں لائے۔ فقط اطلاع پانے سے شفایاب نہیں ہو سکتا۔

یہ عجیب نسخہ ساری دنیا کو جنّت میں پہنچانے کا کفیل ہے۔ یعنی "اے اللہ مجھے میری نظر میں ذلیل کر دے اور لوگوں کی نظر میں معزز بنا دے" اگر یہ جذبہ پیدا ہو جائے تو واقعی انسان کی اصلاح ہو جائے۔ خرابی اس سے پیدا ہوتی ہے

کہ دوسروں کی توہین کرتا رہے تو اس کا احساس نہیں ہوتا اور اپنے خلاف کوئی بات سنے تو بڑا غصہ لگتا ہے۔

اہل اللہ یہ سکھاتے ہیں بشرطیکہ متاثر میں بھی صلاحیت ہو اور موثر میں بھی صلاحیت ہو۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز عطا فرمایا تھا واقعی وہ اس قابل تھے۔ دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہ السلام گزرے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر ہیں۔ کسی امت نے اپنے نبی ﷺ کی اتنی قدر شناسی نہیں کی جتنی حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کی ہے۔ قیامت کے دن بعض پیغمبر ایسے آئیں گے ان کے ساتھ ایک بھی امتی نہ ہوگا۔ بعض کے ساتھ صرف ایک ہوگا۔ حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو حضور ﷺ کے جیتے جی كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کا سرٹیفکیٹ مل گیا ہے۔ یعنی تم تمام امتوں سے بہترین امت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے یہ الفاظ نازل فرمائے۔ جس کو خدا تعالیٰ "خیرِ امت" قرار دے اس سے بڑھ کر بھی کوئی عزّت کا مقام ہو سکتا ہے۔

بہر حال امراض روحانی کا ذکر قرآن مجید اور ارشادات نبوی میں ہے۔ اور قرآن مجید و حدیث کا فقط ترجمہ پڑھ لینے

سے شفا نہیں ہو سکتی۔ اللہ والوں کی صحبت میں مدت مدید رہ کر اصلاح باطن کرانی پڑتی ہے۔ میں بے نمازی کے ہاتھ کی چیز حلال سمجھتا ہوں اور کافر جس نے مٹھائی بنائی ہے اگر کوئی چیز ہمارے مذہب کے خلاف اس میں نہیں ڈالی اس کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیز کھانی جائز ہے۔ البتہ ہندو مشرک کے ہاتھ سے ذبح کی ہوئی چیز کھانا حرام ہے۔

جو شخص باطن کو پاک کرنا چاہے یا روحانیت کی پرواز کو تیز کرنا چاہتا ہے اس کے لئے بے نمازی کے ہاتھ کی چیز کھانے سے بھی مصلحتاً منع کرتا ہوں۔ حالانکہ شرعاً اس کے کھانے کی کوئی ممانعت نہیں۔

ایک مثال : ایک عورت نے لیمپ میں تیل ڈالا۔ اور صابن سے ہاتھ دھو کر آٹا گوندھا اور روٹی پکائی۔ تو اس کے ہاتھ کے مسامات سے مٹی کے تیل کی بو کا اثر آٹے میں ضرور آجائے گا۔ اور نازک طبع انسان فوراً محسوس کرے گا کہ کھانے میں مٹی کے تیل کی بو کا اثر ہے۔ جو شخص اَقْرَبُ اِلَی اللہ ہونا چاہتا ہے۔ اس کو باطن کی صفائی کے لئے کچھ پابندیاں کرنی پڑتی ہیں۔

کیا مذکورۃ الصدور دعا کی عبارت پڑھنے سے واقعی انسان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ میں سب سے زیادہ ذلیل ہوں۔ ہرگز نہیں۔

اپنے وقت کے مجدد شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا نقشبندی خاندان ہے۔ ان کے مکتوبات میں ہے کہ "ہر کافر فرنگ ملحد زندیق کو اپنے سے بدرجہا بہتر سمجھتا ہوں"۔ یہ ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا۔ ہم ان کو مجدد مانتے ہیں ان کے پایہ کا کوئی ولی نہیں .... یہ کیسا رنگ چڑھا ہوا ہے کہ وہ ملحد و زندیق اور یہود و نصاریٰ کو اپنے سے بہتر کہتے ہیں۔ بعض آدمی میرے پاس آکر کہتے ہیں کہ دعا کیجئے فلاں مصیبت میں پھنسا ہوا ہوں تو میں کہا کرتا ہوں کہ استغفار پڑھا کرو۔

مَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ (الآیہ)

ترجمہ : کوئی مصیبت تم کو نہیں پہنچی۔ مگر تمہارے ہی ہاتھوں کی کرتوت ہے۔

اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر گناہوں سے توبہ کرو ہر ایک گناہ کی نوعیت علیحدہ ہوتی ہے۔ اور ہر مصیبت تمہارے

اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اس لئے جو گناہ تم نے کئے ہیں ان کو سامنے رکھ کر توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دے گا۔ اور مصیبت سے نجات دے گا۔

انسان اپنی برائیوں کو دیکھے اپنے عیبوں پر نظر رکھے اور دوسرے کی خوبیوں اور محاسن پر نظر ڈالے۔ یہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی شایان شان ہے۔

کافر کی زبان میں قوت گویائی اللہ کی دی ہوئی ہے۔ آنکھوں میں بینائی اللہ کی دی ہوئی ہے۔ زندگی اللہ کی دی ہوئی ہے۔ اس کی زبان اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام کی مظہر ہے۔ دماغ میں عقل خالق العقلاء کا پرتو ہے۔ سمیع سے سماعت کا کرنٹ (کانوں میں شنوائی) آرہا ہے۔ صفت بطش کا عکس (ہاتھ میں پکڑنے کی قوت) پڑ رہا ہے۔ گویا کہ وہ کافر ملحد زندیق ساری صفات الٰہیہ کا مظہر ہے۔ کافر میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا پَرتو مدِ نظر رکھے اور اپنے عیب گن گن کر سامنے رکھے۔ حالانکہ یہ خود بھی ان صفات الٰہیہ کا مظہر ہے۔ ان کو نظر انداز کر دے۔ ان چیزوں کا قال حال ہو جائے تو مجدد صاحب والا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت رائے پوری مدظلہ ' سے ایک قصہ سن کر مولوی حبیب اللہ صاحب نے بیان کیا کہ ایک بزرگ کا خادم کوئی تصوّف کی کتاب پڑھ رہا تھا تو اس بزرگ نے منع کیا کہ تصوّف کی کتاب مت پڑھو۔ ہم سے بدظن ہو جاؤ گے کیونکہ سوانح لکھنے والے نے تو سب خوبیاں چُن چُن کر لکھ دی ہیں۔ جب یہ پڑھے گا تو سمجھے گا کہ میرے شیخ میں فلاں فلاں کمزوریاں ہیں۔ جب عقیدت گئی تو رنگ بھی گیا۔

اگر شیخ کامل ہو اور طالب صادق ہو تو رنگ چڑھتا ہے۔ طالب صادق کی تین علامتیں عرض کیا کرتا ہوں۔ عقیدت ادب اور اطاعت میں فرق نہ آئے تو یہ چیز حال بن جاتی ہے۔ کہ غیر کے محاسن تو صفات الٰہیہ کا مظہر ہیں۔ اگر یہ سبق پک جائے تو رنگ چڑھ جائے گا۔

صوفیائے کرام کے یہاں ایک جملہ ہے۔ "جو دم غافل سو دم کافر" اگر ایک سانس بھی اللہ کی یاد سے خالی جائے تو نفس کو ڈانٹتے ہیں۔ جو انسان نماز نہیں پڑھتا وہ گدھے سے بدتر ہے۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ سنے اور نہ آئے تو گدھے سے بھی بدتر ہے۔ گدھا سارا دن بورے ڈھوتا ہے مار بھی

کھاتا ہے لیکن مالک کی حکم عدولی نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ ہر قطرہ خون میں آج کا سبق رچ جائے۔ پک جائے اور قال حال ہو جائے۔ آمین یا اِلٰہَ العالمین۔ سُبحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمدِکَ اَشھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ اَستَغفِرُکَ وَاَتُوبُ اِلَیکَ ط

---

۲۵ شوال ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۵ مئی ۱۹۵۸ء

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اتباع کا بھی حکم دیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے "بَابُ الاِعتِصَامِ بِالکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ" کی ایک حدیث شریف میں ہے۔ کہ "تم پر لازم ہے کہ میرے اور خلفاء راشدین کے طریقے کو مضبوط پکڑ لو"۔

آج حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو حدیث کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ذکر ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "میں نہیں جانتا کہ کب تک تمہارے درمیان رہوں۔ پس تم میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء (متابعت) کرو"۔

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ شیعہ حضرات کو بھی ان کی عزّت و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو لوگ حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توہین کریں گے وہ اپنی بھی خیر نہیں منائیں۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے دوست

کو اذیت دی میں اس سے لڑائی کا اعلان کرتا ہوں۔

ایک موقعہ پر ایران کے شیعہ امام سے لاہور کے بعض علماء نے سوال کیا کہ اہلِ بیت حضرات کے مزارات کوفہ میں ہیں ان کا کیا حال ہے؟ شیعہ امام نے کہا کہ ان کی برکت سے اتنے اتنے فاصلہ پر جتنے مدفون ہیں سب مغفور ہیں۔ سب جنتی ہیں۔ اس پر اہلِ سنت والجماعت نے اعتراض کیا کہ اہلِ بیت کی اتنی برکت ہے کہ ارد گرد کے تمام مدفون جنتی ہیں اور جنہیں حضور ﷺ پہلو میں اور بغل میں لے کر سوئے ہوئے ہیں ان کی کوئی برکت نہیں؟ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ انسان جب ضد پر آجائے تو حق کی مخالفت کرتا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے "اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود بخود پھر گیا ہے۔ اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے۔ اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے" اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کی امت میں صحابہ کرام کے لئے مبارک بادی کے اعلان

آسمان سے نازل فرمائے۔ اور پھر حضور ﷺ نے خود بھی صحابہ کرام کو معیاری درجہ دیا ہے۔ جو لوگ صحابہ کرام کو معیار نہیں مانتے وہ گمراہ ہیں۔ خدا تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔

حضرت عمر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے تم جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (رزین)

حضرت عمر بن خطاب ؓ کا ایک واقعہ ہے حضرت موسیٰ اشعری ؓ اور حضرت عمر ؓ کی گفتگو ہے۔ فاروق اعظم کا درجہ بلند ہے قیصر و کسریٰ کی دو بڑی سلطنتیں حضرت عمر بن خطاب ؓ کے زمانہ خلافت میں ہی فتح ہوئی ہیں۔ حسن تقدیر کہہ دیجئے کہ ان کی محنت اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ اس بات کو تو غیر مسلم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ "اگر ایک عمر ؓ اور پیدا ہو جاتے تو تمام دنیا میں اسلام پھیل جاتا اور کفر مٹ جاتا"۔

ابی بردہ بن ابی موسیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبد اللہ بن عمر ؓ نے کہا تم جانتے ہو۔ میرے باپ نے تمہارے باپ سے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں۔ عبد اللہ ؓ

نے کہا میرے باپ نے تمہارے باپ سے کہا تھا اے موسیٰ ؓ کیا یہ بات تجھ کو خوش کرتی ہے کہ ہمارا اسلام رسول اللہ ﷺ (کی بعثت) کے ساتھ تھا۔ اور ہماری ہجرت آپ کے ساتھ تھی اور ہمارا جہاد آپ کے ساتھ تھا اور ہمارے عمل آپ کے ساتھ تھے۔ جو ہمارے مال غنیمت کی طرح ہیں۔ (یعنی ثابت و برقرار) اور آپ کے بعد جو عمل ہم نے کئے ہیں ان سے اگر ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں تو ہمارے لئے کافی ہیں۔ تمہارے باپ نے یہ سن کر کہا نہیں یوں نہیں۔ خدا کی قسم رسول ﷺ کے بعد ہم نے جہاد کیا اور بہت سے نیک اعمال کئے اور ہمارے ہاتھوں بہت سے لوگ مسلمان ہوئے امید ہے کہ ہم کو ان اعمال کا ثواب ملے گا۔ میرے باپ نے یہ سن کر کہا لیکن میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں عمر ؓ کی جان ہے کہ جو اعمال ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئے ہیں وہی ثابت و برقرار ہیں۔ اور جو اعمال ہم نے بعد میں کئے ہیں ان سے ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں۔ میں نے یہ سن کر کہا کہ تمہارے باپ خدا کی قسم میرے باپ سے بہتر تھے (بخاری و مسلم)۔ وما علینا الا البلاغ

بس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو ناشکری نہ کرو

مجلس ذکر

حصہ دہم

از افادات

شیخ طریقت حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بانی و امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

شعبہ نشر و اشاعت

انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور